دسمبر ۲۰۲۰ء

28

Twenty Eight Years of Publishing

ماہنامہ ولی اللہ

ارمغان

ARMUGHAN, PHULAT, پھلت ضلع مظفر نگر

MUZAFFAR NAGAR-251201, (U.P.)

www.armughan.net

₹25/-

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

ماہنامہ

ارمغان

ولی اللہ

جلد ۲۸ شمارہ ۱۲ دسمبر ۲۰۲۰ء مطابق ربیع الثانی ۱۴۴۲ھ

سر پرست :
حضرت مولانا محمد کلیم صدیقی

مجلس مشاورت
☆ مولانا محمد طاھر ندوی
☆ مولانا محمد اقبال قاسمی
☆ مفتی محمد ھارون مظاھری

ادارہ کا مضمون نگار کی رائے سے اتفاق ضروری نہیں
ہر قسم کی چارہ جوئی کیلئے مظفر نگر کی عدالت سے رجوع کیا جائے

مدیر
وصی سلیمان ندوی

پتہ
دفتر ارمغان
پھلت ضلع مظفر نگر
Phulat, Distt. Muzaffar Nagar
251201 (U.P.) INDIA
Mob : +91-7060450315
9359774316 , 9412411876
e-mail : arm313@gmail.com
armuganphulat@yahoo.com
Website: www.armughan.net

سرکولیشن انچارج: محمّد حنیف قاسمی
سرکولیشن منیجر : عبدالقدیر انصاری
مشیر اعزازی: ایوب بھائی بارڈولی والے

چیف رپورٹر : محمد ادریس قریشی
مشیر قانونی : امجد علی ایڈوکیٹ
موبائیل : 9897354040

زرتعاون

❖ فی شمارہ 25 روپے ❖ سالانہ 300 روپے ❖ سالانہ رجسٹرڈ ڈاک سے 500 روپے
❖ اعزازی تعاون 1000 روپے ❖ بیرونی ممالک سے 30 امریکی ڈالر ❖ لائف ممبر شپ 8000 روپے (برائے ۲۰ سال)

پرنٹر پبلشر محمد ادریس قریشی نے ڈیلکس پریس راج مارکیٹ مظفر نگر سے چھپوا کر جمعیت شاہ ولی اللہ کیلئے پھلت ضلع مظفر نگر سے شائع کیا
(مدیر: وصی سلیمان ندوی)

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فہرس

☆	(اداریہ)	وصی سلیمان ندوی	۳
☆	میری مطالعاتی زندگی کی سرگذشت	مولانا محمد کلیم صدیقی	۵
☆	پردہ عقل وفطرت کی روشنی میں	مولانا خالد سیف اللہ رحمانی	۱۱
☆	نعت پاک	حضرت قاری محمد صدیق صاحب	۱۵
☆	دعوتی سوالات اور میرے جوابات	جناب ریاض موسیٰ ملیباری	۱۶
☆	نسیم ہدایت کے جھونکے (انٹرویو)	مرتب: اعجاز عبید	۲۰
☆	نعت شریف	جناب حفیظ محمود بلند شہری	۲۳
☆	ظفر الامانی بشرح مختصر السید الشریف الجرجانی	مولانا مطیع الرحمٰن عوف ندوی	۲۴
☆	انفرادی اخلاق شخصیت کی اسلامی تعمیر	ڈاکٹر محسن عثمانی ندوی	۲۷
☆	نکاح کے لئے لڑکی کی تلاش	مفتی محمد راشد ڈسکوی	۳۰
☆	موجودہ حالات میں دیہاتوں میں جمعہ	مفتی عبید اللہ الاسعدی	۳۴
☆	حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کی تعلیمات	مولانا عبدالماجد دریابادی	۳۵
☆	خبروں کی دنیا	محمد ادریس ولی اللہی	۳۷
☆	فقہی مسائل	مفتی محمد عاشق صدیقی ندوی	۳۸
☆	کتاب نما	محمد حنیف قاسمی	۳۹
☆	آخری صفحہ	مولانا محمد کلیم صدیقی	۴۰

اس دائرہ میں سرخ نشان اس بات کی علامت ہے کہ آپ کی خریداری کی مدت **دسمبر** سے ختم ہورہی ہے، رسالہ کو مسلسل جاری رکھنے کے لئے دفتر کو اطلاع دیں یا فوراً رقم ارسال فرمائیں۔

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اداریہ

حقوق انسانی کا عالمی دن اور اسلام

10 دسمبر کو ہندوستان سمیت دنیا بھر میں انسانی حقوق کا عالمی دن منایا جاتا ہے، اس دن کو منانے کا مقصد انسانی حقوق کو بلاتفریق رنگ ونسل و مذہب اور زبان تسلیم کرنا، انسانی حقوق کی پامالی کی روک تھام، عوام میں ذمہ داری کے احساس کی بیداری، خصوصا خواتین اور بچوں کو ان کے حقوق کے بارے میں آگاہی فراہم کرنا ہے، اور دنیا بھر کے انسانوں کو ہر طرح کے حقوق کے لئے آگاہ کرنا ہے، جن میں جینے کا حق، امتیاز سے پاک مساوات یا برابری کا حق، اظہار رائے کی آزادی، معاشی، سماجی اور ثقافتی حقوق، اور روزگار، سماجی تحفظ، تعلیم، صحت، ترقی اور حق خودارادیت اور دیگر حقوق شامل ہیں

اس تاریخ کے انتخاب کا مقصد 10 دسمبر 1949ء کو اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی کے توثیق کردہ انسانی حقوق کا آفاقی منشور (Universal Declaration of Human Rights) کی یادتازہ کرنا اور دنیا کی توجہ اس طرف مبذول کروانا ہے۔ اسے عالمی سطح پر انسانی حقوق کا پہلا اعلان تعبیر کیا جاتا ہے اور اقوامِ متحدہ کی ابتدائی بڑی کامیابیوں میں شمار کیا جاتا ہے۔ یومِ انسانی حقوق کا رسمی تعین 4 دسمبر 1950ء کو جنرل اسمبلی کے 317 ویں اجلاس میں ہوا تھا، جس کے تحت تمام رکن ممالک اور دلچسپی رکھنے والی دیگر تنظیموں کو یہ دن اپنے اپنے انداز میں منانے کی دعوت دی گئی تھی۔ دنیا بھر میں عموماً اس دن اعلیٰ سطحی سیاسی کانفرنسوں اور جلسوں کا انعقاد ہوتا ہے اور تقریبات ونمائش کے ذریعے انسانی حقوق سے متعلقہ مسائل اجاگر کئے جاتے ہیں۔ 10 دسمبر ہی کو انسانی حقوق کے میدان میں پانچ سالہ اقوامِ متحدہ انعام اور نوبل امن انعام بھی دیا جاتا ہے۔ انسانی حقوق سے متعلق سرگرم عمل متعدد سرکاری اور غیر سرکاری تنظیمیں اس دن کو منانے کے لیے خصوصی تقریبات منعقد کرتی ہیں۔

اسلام اور پیغمبر اسلام ﷺ کا امتیاز یہ ہے کہ انھوں نے سب سے پہلے انسانی حقوق کے سلسلہ میں گفتگو فرمائی، اور صرف زبانی نہیں عملی طور پر اس کے سلسلہ میں اقدامات کئے، اس میں کوئی شبہ نہیں ہے کہ اقوام متحدہ کے اس اعلان سے سیکڑوں سال پہلے محسن انسانیت ﷺ نے ''خطبہ حجۃ الوداع'' کے عنوان سے انسانی حقوق کا سب سے بہتر چارٹر پیش فرمادیا تھا، جس کی دفعات زندگی کے تمام شعبوں کو محیط اور باہم مربوط ہیں، اور اس میں احترام انسانیت، بشری نفسیات ورجحانات اور انسان کے معاشرتی، تعلیمی، شہری، ملکی، ملی، ثقافتی، تمدنی، اور معاشی حقوق اور تقاضوں کا مکمل لحاظ رکھا گیا ہے۔

اس کے علاوہ مختلف مواقع پر محسن انسانیت ﷺ کے ارشادات و پیغامات میں معاشرتی حقوق کے تحفظ کے لئے بیش قیمت رہ نمائی موجود ہے۔ اختصار کے ساتھ ایک صاحب قلم کے جمع کردہ کچھ ارشادات پیش کئے جاتے ہیں:

مخلوق کا حق: حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: بنی اسرئیل میں ایک بدکار عورت ایک پیاسے کتے کو پانی پلانے سے جنت میں چلی گئی (ترمذی)

مزید فرمایا: بنی اسرائیل میں ایک پارسا عورت ایک بلی محبوس کر کے بھوک پیاس سے ماردینے کی وجہ سے جہنم میں چلی گئی۔ (ترمذی)

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

انسان کا حق:: کامل مؤمن وہ ہے جس سے لوگ مامون ومحفوظ ہوں (بخاری)، بہترین انسان وہ ہے جس سے دوسرے انسانوں کو فائدہ پہنچے۔(جامع الاحادیث، کنزالعمال)

مسلمان کا حق: ایک مسلمان کے دوسرے پر چھ حقوق ہیں:(۱) ملاقات ہونے پر سلام کرنا (۲) چھینک آنے پر رحمت کی دعا دینا (۳) بیماری میں عیادت کرنا (۴) مرنے پر جنازے میں شرکت کرنا (۶) جو اپنے لئے پسند ہو، وہی اپنے مسلمان بھائی کے لیے پسند کرنا۔(ترمذی)

ماتحتوں کا حق: جس کسی کا کوئی غلام ہو تو اس غلام کو وہی لباس پہنائے جو خود پہنتا ہے وہی کھانا کھلائے جو خود کھاتا ہے۔ان کے ذمہ اتنا کام نہ لگادے جو اس پر غالب آئے اگر ایسا لگا دیا تو پھر اس کا ہاتھ بٹائے۔(بخاری ومسلم)۔جب تم میں سے کسی کا خادم اس کو آگ کی گرمی اور دھویں سے بچا کر اس کے لئے کھانا تیار کرلے تو اس کا ہاتھ پکڑ کر اپنے ساتھ بٹھا کر کھانا کھلاؤ! ورنہ کم از کم ایک لقمہ اس کے منہ میں ڈال دو۔(ترمذی)

پڑوسی کا حق: اس شخص کا کوئی ایمان ہی نہیں جو خود سیر ہو کر رات گزارے اور اس کا پڑوسی بھوکا رہ جائے (معجم طبرانی)۔اللہ کی قسم: وہ مؤمن نہیں وہ مؤمن نہیں وہ مؤمن نہیں لوگوں نے پوچھا کون مؤمن نہیں؟ ارشاد فرمایا: جس سے پڑوسی مامون ومحفوظ نہیں۔(بخاری ومسلم)

شوہر کا حق: اگر میں کسی کو غیر اللہ کے سامنے سجدہ کرنے کا حکم دیتا تو بیوی کو شوہر کے آگے سجدہ کرنے کا کہتا لیکن سجدہ اللہ ہی کے لیے ہے۔ عورت اللہ تعالیٰ کا حق اس وقت تک پورا پورا ادا نہیں کرسکتی جب تک شوہر کا حق پورا پورا ادا نہیں کرتی۔(مسند احمد)۔

بیوی کا حق: حضورﷺ نے ارشاد فرمایا: تم میں سے بہترین شخص وہ ہے جو اپنے گھر والوں کے حق میں بہترین ہو۔(سنن ترمذی)

والدین کا حق: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہﷺ سے پوچھا: کون سا عمل افضل ہے؟ آپ نے فرمایا: نمازوں کو اپنے مقررہ اوقات پر پڑھنا۔میں نے کہا اس کے بعد کون سا؟ آپﷺ نے فرمایا: والدین کے ساتھ حسنِ سلوک (ترمذی)

عوام کا حکمرانوں پر حق: اپنے آنے والے خلیفہ کو وصیت کرتا ہوں: ۱) اللہ تعالیٰ سے ڈرے! ۲) مسلمانوں کے بڑوں کا احترام کرے! ۳) چھوٹوں پر شفقت کرے! ۴) علماء کی تعظیم کرے! ۵) تکلیف دے کر ذلیل نہ کرے! ۶) ڈرا ڈرا کر کافر نہ کردے! ۷) خصی کرکے نسل کشی نہ کرے! ۸) اپنا دروازہ ان کے لیے بند نہ کرے! یہاں تک کہ کمزوروں پر طاقت ور ظلم کرنے لگ جائیں (سنن کبریٰ للبیہقی)

المیہ ہے کہ دنیائے انسانیت آج بھی اپنے بنیادی حقوق کے لئے سرگرداں، اور طاقت ور قوموں کی دہشت گردی کا شکار ہے، آج بھی دنیا کے لاکھوں انسان اپنے حقوق کی خلاف ورزی پر آواز بلند کرنے کے حق سے بھی محروم ہیں، ان کے لئے، خود ان کے ملک میں جان و مال کا تحفظ، تعلیم، صحت اور روزگار کے بنیادی حقوق کی دستیابی ایک خواب بن کر رہ گئی ہے، خواتین کے ساتھ بدترین سلوک کے حوالے سے بھی صورت حال بڑی ناگفتہ بہ ہے۔اور اقوام متحدہ کا حقوق انسانی کا عالمی منشور محض ایک کھلونا بن کر رہ گیا ہے۔

مغرب سے مرعوبیت کے اس دور میں ضرورت ہے کہ ہم مسلمان اسلام کا عادلانہ نظام زندگی لوگوں کے سامنے پیش کرکے مجبور انسانیت کو اسلام کے دیئے ہوئے انسانی حقوق کے اس نظام سے متعارف کرائیں۔اور ڈھیر سارے نظاموں سے اکتا چکی انسانیت کے سامنے اسلام کو ایک متبادل طور پر پیش کریں، خود اپنی اپنی جگہ پر ان حقوق کی ادائیگی کی فکر کریں، اور اس سلسلہ میں جہاں کوتاہی ہو رہی ہے ،اسے دور کرکے انسانیت کے سامنے ایک نمونہ رکھ دیں۔ کہ یہی ہے امتوں کے مرض کہن کا چارہ۔

وصی سلیمان ندوی

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

میری مطالعاتی زندگی کی سرگزشت

ماہنامہ النخیل کے لئے تحریر کیا گیا ایک معلوماتی مضمون

مولانا محمد کلیم صدّیقی

موجودہ دور میں کتابوں کے مطالعہ اور پڑھنے پڑھانے کا ذوق اتنا کم ہوگیا ہے، اور موبائیل کی جا و بیجا مصروفیات نے تو ہمارے سامنے ایک سوالیہ نشان کھڑا کر دیا ہے، یہاں تک کہ سعود عثمانی نے اس صدی کو کتابوں سے عشق کی آخری صدی قرار دیتے ہوئے کہا ہے:

کاغذ کی یہ مہک یہ نشہ روٹھنے کو ہے

ایسے ماحول میں نئی نسل کو ورقی اور مطبوعہ کتابوں کے مطالعہ کی ترغیب دینا بلاشبہ ایک بڑا کارِ خیر ہے، اور ایسی ہر کوشش لائق تحسین اور قابل تشجیع ہے، ایسی ہی ایک بہت عمدہ کوشش پڑوسی ملک کے معروف و صاحب طرز اہل قلم مولانا ابن الحسن عباسی نے کی ہے، ان کی زیر ادارت شائع ہونے والے ماہنامہ ''النخیل'' کا ایک خاص ضخیم نمبر ''یادگار زمانہ شخصیات کا احوال مطالعہ'' کے عنوان سے چند دنوں قبل شائع ہوگیا ہے۔

زیر تذکرہ مجموعہ میں اسّی سے زائد ہند و پاک کے موجودہ بڑے بڑے اہل علم و دانش کا احوال مطالعہ جمع کیا گیا ہے، اس طرح سوا آٹھ سو سے زائد صفحات میں بڑا قیمتی علمی سرمایہ جمع ہوگیا ہے، ہماری دینی دعوتی تحریک کے قافلہ سالار داعی اسلام حضرت مولانا محمد کلیم صدیقی بھی اس کاروان فضل و کمال میں شامل ہیں جن کو اس بزم میں شرکت کی دعوت دی گئی تھی، اور انھوں نے بھی اپنے مطالعہ کے احوال، طریقہ کار اور نئی نسل کی رہنمائی کے سلسلہ میں قیمتی نکات شیئر کئے ہیں، ۸۰۰/صفحات پر مشتمل یہ خاص نمبر ہندوستان میں مکتبہ النور دیوبند سے حاصل کیا جاسکتا ہے۔ افادیت کے پیش نظر قارئین ارمغان کے لئے پیش کیا جارہا ہے۔

سوال نمبر (۱) آپ کے اندر ذوق مطالعہ کب نمایاں طور پر پیدا ہوا؟ آغاز کیسے ہوا، اس کی نشو نما کیسے ہوئی؟ خاندانی نظام تربیت کا اثر کہاں تک ہوا؟

جواب: ماہنامہ النخیل جیسے علمی جریدہ اور اہم ترین مؤقر ماہنامہ میں مجھ جیسے دیہاتی کے کیا تأثرات اور کیا اس کے مطالعہ کی تاریخ؟ اور کیا اس کی اہمیت ہوسکتی ہے؟ ہم لوگ گاؤں کے رہنے والے ہیں، اور حضرت شاہ ولی اللہؒ کے گاؤں کا ہونے کی وجہ سے ہم لوگ ان کے نام کا کھاتے ہیں، ورنہ سچی بات یہ ہے کہ اہل ادب نے مظفر نگر کو مشدّد آباد کہا ہے، جہاں بولنے کی بھی تمیز نہیں، ہر چیز میں تشدید بولی جاتی ہے، آٹے کو آٹّا، لوٹے کو لوٹّا، روٹی کو روٹّی، بولا جاتا ہے، وہاں کے بھی ایک کسان کا بیٹا ہوں، اور ہمارے یہاں ابھی بھی کھیتی ہوتی ہے، اس لئے ایک دیہاتی، اور گھسیارے کی باتیں کہاں علماء کے شایان شان ہوسکتی ہیں، لیکن بار بار اصرار کی وجہ سے مجھے شرم آرہی تھی کہ میں کیا کروں، یہ بھی ہے کہ اہل علم وارثین انبیاء کسی کام کا حکم کریں، اور دینی خدمت گذاروں، اور کارکنوں اور وارثین انبیا کے ساتھ میرا نام بھی آجائے، تو شاید یہ بھی میرے لئے آخرت میں ذریعہ نجات بن جائے، اس لئے حکم کی تعمیل میں کچھ ٹوٹی پھوٹی باتیں ہیں وہ میں عرض کرتا ہوں۔

ہمارا اصل وطن پھلت (ضلع مظفر نگر، اتر پردیش) کی بستی ہے، جو حضرت شاہ ولی اللہؒ کا وطن مالوف ہے، اور حضرت شیخ الہند کے استاذ مولانا محمود احمد صاحب کا وطن بھی ہے، اور حضرت سید احمد شہیدؒ کی تحریک جہاد کی تربیت گاہ بھی ہے، بالاکوٹ کے شہداء کی ایک بڑی تعداد پھلت کے افراد پر مشتمل تھی، ہمارے

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

دادا حضرت گنگوہیؒ سے بیعت کا تعلق رکھتے تھے، ہمارے والد صاحب پہلے حضرت شاہ بہاء الدین چندیریؒ سے بچپن میں بیعت ہوگئے تھے جو حضرت سید احمد شہیدؒ کے سلسلہ کے بزرگ تھے، پھر بعد میں حضرت شیخ الہندؒ سے تعلق قائم کرلیا تھا، ہمارے اطراف میں تحریک ریشمی رومال کا ایک مرکز تھا خانجہاں پور، وہاں کے مولانا محمد نبی صاحب، محمد رفیع صاحب، محمد ہادی حسن صاحب تینوں بھائیوں جن سے والد صاحب کی بہت قربت اور بے تکلفی کی دوستی تھی، اوران کا گھر تحریک ریشمی رومال کا مرکز تھا، جہاں حضرت شیخ الہند اور حضرت شیخ الاسلام بہت زیادہ تشریف لاتے تھے، ہمارے یہاں اس سلسلہ میں مشورے ہوا کرتے تھے، اس نسبت سے یہ بستی حضرت شیخ الہندؒ کے بعد تک بزرگوں کی آماج گاہ رہی ہے، حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریاؒ کے علاوہ حضرت شاہ اسعد اللہ اور قاری محمد طیب صاحب بھی خانجہاں پور تشریف لایا کرتے تھے، والد صاحب سے ان بزرگوں سے بھی بے تکلفی کے تعلقات تھے، ہماری والدہ محترمہ بھی ایک نیک خاتون تھیں، اللہ والی، اور بڑی سلیم الطبع، نہایت خلیق، بچپن سے ہی ظاہر ہے ہمارے خاندان میں دینی ماحول رہا ہے، ہمارے یہاں ایک بزرگ تھے حضرت مولانا علاء الدین صاحبؒ، حضرت شاہ ابو پیر محمد مجددی بھوپالیؒ سے ان کا بیعت وارادت اور محبت کا تعلق تھا، ان کی حدیث کی سند ہندوستان میں سب سے عالی سند کہلاتی ہے، مولانا نور اللہ ٹونکی سے بیک واسطہ، حضرت مولانا فضل رحمٰن گنج مرادآبادی تک، اوران سے حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب تک، اسی طرح شاہ ولی اللہ سے اوپر تک یہ سلسلہ چلتا ہے اس سند کو لینے کے لئے دور دور سے لوگ پھلت آتے تھے، میرا نام انھوں نے ہی رکھا تھا، ہماری والدہ ان سے بیعت تھیں، اوروہ ہمارے گھر کے مربی بھی تھے، حضرت مولانا محمد الیاس صاحب نے جب تبلیغی سلسلہ شروع کیا تھا، تو تین مرتبہ ان سے مشورہ کے لئے پھلت آئے تھے، حضرت تھانوی نور اللہ مرقدہ بھی ان سے ملاقات کے لئے آیا کرتے تھے، اور سارے علماء اور بزرگ ان کا خیال فرماتے تھے، کافی عمر ہوئی، آخر میں لاہور جاکر ان کا انتقال ہوا، ان کے صاحب زادگان، ان کے نہ چاہتے ہوئے بھی انھیں وہاں لے گئے تھے، اور وہیں وصال ہوا، جب تبلیغ کا کام شروع نہیں ہوا تھا، اس وقت وہ علاقہ کی بستیوں میں کھانا لے کر، اور کتابیں لے کر جاتے تھے، اور لوگوں کو نماز وغیرہ سکھاتے تھے، اور دینی کتابیں حیات المسلمین اور بہشتی زیور وغیرہ دے کر آتے تھے، ان کا درس بھی ہوتا تھا، وہ حیات المسلمین کا بھی درس دیتے تھے، میری یہ سعادت ہے کہ میں بھی ان کے حیات المسلمین کے پورے درس میں شریک ہوا، بلکہ ایک دفعہ ان کی یہ کرامت دیکھی، میں بچپن سے بہت ذہین تھا اور حافظہ بہت قوی تھی، جلدی سبق یاد کرلیا کرتا تھا، ہمارے ایک استاذ محترم منشی فضل صاحب تھے، جب وہ کہیں باہر جاتے تھے، تو وہ دوسرے بچوں کا قرآن کریم کا سبق سننے کی میری ذمہ داری لگا دیتے تھے، ایک مرتبہ میں سبق سنانے یا سننے کے بجائے سب کو لئے باتیں کر رہا تھا، حضرت مولانا علاء الدین صاحب حجرہ سے تشریف لائے، اور بہت محبت اور پیار سے ہلکا میرے گال پر چانٹا مارا اور کہا ہم نے تمہارا نام کلیم اس لئے رکھا تھا، موسیٰ علیہ السلام اللہ سے باتیں کرنیوالے تھے، کچھ لکھ بھی لیا کرو، بس پتہ نہیں کیسے ہوا، لکھنے کا اتنا جنون مجھ پر سوار ہوا کہ ہفتوں تک میں کاپیاں بھرتا رہا اور تختیاں لکھ لکھ کر دکھاتا رہا، مجھے شروع ہی سے دینی کتابیں پڑھنے کا شوق تھا، گھر میں کچھ نہ کچھ تعلیم کا سلسلہ چلتا تھا، مولانا علاء الدین صاحب کے پاس ایک بہت وقیع کتب خانہ تھا، اس میں بہت سے اہم ترین مخطوطات تھے، وہ اس زمانہ میں معارف کی پوری جلدیں بنا کر رکھتے تھے، تعمیر حیات بھی ان کے یہاں پابندی سے آتا تھا، ہمیں یاد ہے کہ اس کی جلدیں بھی موجود تھیں، ان میں بڑے علمی مضامین ہوتے تھے، ان کے انتقال کے بعد میں وہ لائبریری دیکھنے لگا، تو اس بات کا کچھ شوق ہوگیا کہ کتابیں اچھی سے اچھی

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

پڑھنی ہیں، مجھے یاد ہے کہ میں نے چھٹی کلاس میں لائبریری سے ''حجۃ اللہ البالغہ'' نکال کر لایا تھا، مولانا عبدالحق حقانی صاحب کا ترجمہ تھا، وہ میں نے پڑھا، چھٹی کلاس میں سمجھ میں تو کچھ نہیں آیا، مگر میں نے اسے پورا پڑھا، اور بھی دینی کتابیں اور رسائل گھر میں آتے تھے، ان کے مطالعہ کا شوق رہا، بزرگوں کے حالات کے مطالعہ کا شوق خاص طور پر تھا، حضرت شاہ ولی اللہ کے حالات پر جو کتابیں ملتی تھیں، علمائے دیوبند اور اکابرین دیوبند پر جو کتابیں دستیاب ہوتی تھیں ان سے مجھے بچپن ہی سے بے حد دلچسپی تھی۔

اللہ کا کرنا ایسا ہوا جب میں دسویں کلاس میں تھا، ہمارے قریب کے قصبہ کھتولی میں ایک کتب خانہ تھا، وہ ہمارے بہنوئی سید سعید اختر صاحب نے خرید لیا تھا، اس میں ہمارے حضرت مولانا علی میاں صاحب نور اللہ مرقدہ کی اکثر کتابیں تھیں، بہت سی اور کتابیں بھی تھیں، وہ کتابیں میں نے پڑھنی شروع کیں، وہ نوعمری کا زمانہ تھا، اس کتب خانہ نے مجھے پڑھنے کا شوق لگا دیا، بعض دفعہ میں پورے پورے دن میں ایک کتاب پڑھ لیتا تھا، کھیتوں میں چلا جاتا تھا، وہاں بھی، اور بیل گاڑی پر بیٹھے ہوتے تھے، کہیں جاتے تھے، تو بھی میں کتابیں ساتھ میں لئے رہتا تھا، جنگل میں، ہمارے یہاں کھیتی ہوتی ہے، وہاں کھیتوں میں جا کر بھی ہر وقت مطالعہ کیا کرتا تھا، اس میں ایک کتاب تھی ''سیرت سید احمد شہید''، جس نے مجھے خاص طور پر متاثر کیا، جس کتاب نے میری زندگی میں جذباتی طور پر سب سے زیادہ دین سے تعلق عطا فرمایا۔ وہ ''نقوش اقبال'' ہے، اس میں خاص طور سے وہ مضمون جو ''اقبال در دولت پر'' کے عنوان سے شائع ہوا ہے۔ اس مضمون میں انھوں نے جو شکایت کی ہے، اس سے مجھ پر عجیب سی کیفیت طاری رہی، اور الحمد للہ بعد میں اللہ تعالیٰ نے حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی نور اللہ مرقدہ کے قدموں میں پہنچنے کی سعادت نصیب فرمائی، تو ان کے مشورہ سے، سب سے زیادہ بار جو کتابیں میں نے پڑھی ہیں، وہ سیرت سید احمد شہید، اور سوانح مولانا عبدالقادر رائے پوریؒ ہیں، اور میرا تجربہ ہے اور مجھے سو فیصد یقین ہے کہ یہ کتابیں کوئی بے حس سے بے حس آدمی بھی ایک دو بار پڑھے گا، تو زندگی میں عملی طور پر، فکری طور پر، اور اخلاقی طور پر اس میں ضرور کچھ نہ کچھ بہتری اور تبدیلی آئے گی، جتنی مرتبہ میں نے پڑھا سید احمد شہید کو اور سوانح شاہ عبدالقادر رائے پوری کو، اتنا ہی زیادہ فائدہ ہوا، میرے حضرت والا نے اپنی محسن کتابوں میں ''رحمۃ للعالمین ﷺ'' (از قاضی محمد سلیمان سلمان منصور پوریؒ) کو سرفہرست رکھا ہے، اس لئے میں نے بھی اللہ کا شکر ہے سیرت کی بہت ساری کتابیں پڑھیں، اور مسلسل پڑھیں، مجھے نوعمری میں حفیظ میرٹھی کا ایک نعتیہ شعر یاد ہو گیا تھا، اپنی زندگی کے خطوط اسی سے طے کر لئے تھے :

نہیں جن میں تمہارا عکس شامل
وہ نقشے ہیں مٹا دینے کے قابل

مجھے بزرگوں، اکابرین، اور اہل اللہ کے واقعات بہت یاد تھے، اللہ کا شکر ہے میری یادداشت بہت اچھی تھی، ارواح ثلاثہ بالکل حفظ تھی، بعد میں مسیح الامت حضرت مولانا مسیح اللہ خاں صاحبؒ کی صحبت میں حاضری ہوئی، پھر حضرت شیخ الحدیثؒ سے تعلق ہو گیا، پھلت کا جو تاریخی مدرسہ ہے، جو ۱۲۸۶ھ میں شروع ہوا تھا، اور جس کو حضرت شیخ الحدیث صاحب مدارس کی جڑ فرماتے تھے، انھوں نے اس کی خدمت میرے ذمہ لگا دی تھی، اس مدرسہ کے لئے حضرت شیخ نے خود ہی مولانا احتشام الحسن صاحبؒ کے صاحب زادے، مولانا احترام الحسن صاحب کاندھلوی کو پھلت بھیجا تھا، ۱۹۷۱ء میں ہندوستان پاکستان کی جنگ کے دوران، ان کے والد کا انتقال ہو گیا اور ان کی والدہ پاکستان میں پھنس گئی تھیں، اس کی وجہ سے وہ پھلت سے چلے گئے تھے، حضرت شیخ فرمایا کرتے تھے کہ مجھے بڑی امیدیں تھیں، احترام تم نے اچھا نہیں کیا اسے چھوڑ کر۔ مجھے جب ذرا شعور ہوا

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

تو حضرت شیخ نے مجھ سے فرمایا یہ مدارس کی جڑ ہے، اس کو سینچو، شاخوں کا تو کمال ہے کہ اب تک ہری ہیں۔ حضرت شیخ کے انتقال کے بعد میں نے اس مدرسہ میں کوشش شروع کی، بعد میں خود مجھے بھی خط وکتابت کا بہت شوق ہوا تو بزرگوں اور اکابرین سے مکاتبت شروع کی، اس زمانہ میں بیسویں صدی، خاتون مشرق رسالے آتے تھے، اس میں افسانے وغیرہ ہوتے تھے، اردو کا ذوق پیدا کرنے کے لئے میں نے ان رسالوں کو بھی پڑھا، ماہر القادری علیہ الرحمہ کی دریتیم پڑھی، پھر علامہ شمس نوید عثمانی کی بڑی جذباتی انداز میں لکھی ہوئی کتاب جو سیرت اور صحابہ کے واقعات پر مشتمل ہے ''کیا ہم مسلمان ہیں'' وہ پڑھی۔ پھر میں نے افسانے لکھنے شروع کئے، جو بیسوی صدی خاتون مشرق وغیرہ کافی رسالوں میں چھپے، ایک آدھ بار اس میں ڈرامے بھی لکھے، اور آل انڈیا ریڈیو سے کئی بار میرے ڈرامے شائع ہوئے۔ بعد میں پھر میرا رخ بدل گیا، اور سیرت اور تاریخ کے واقعات کو میں نے لکھنا شروع کیا، نور اور بتول دو بڑے رسالے نکلتے تھے، رام پور سے، ان میں تاریخی واقعات کو افسانوی انداز میں لکھنے کا سلسلہ رہا، اس زمانہ میں کئی دفعہ لوگوں نے انٹرویو بھی لئے اور اس میں وہ بھی شائع ہوئے، یہ سلسلہ رہا الحمدللہ میرے مطالعہ کا۔

گریجویشن کرنے کے بعد میں نے پی ایم ٹی کیا، پری میڈیکل ٹیسٹ، ہمارے ایم بی بی ایس کے میڈیکل کے داخلہ کے لئے انٹرنس ٹیسٹ ہوتا تھا، وہ دیا اور اس میں کوالی فائی کرلیا، آل اوور انڈیا میرا 57 رینک آیا، بارہ لاکھ اسٹوڈنٹ میں، اسی دوران میرے حضرت والا حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ سے اللہ نے تعلق قائم کرادیا اور میں حضرت کے قدموں میں چلا گیا، اللہ کا شکر ہے کہ ایم بی بی ایس میں داخلہ نہیں لیا، حالانکہ وہ بہت بڑی بات مانی جاتی تھی۔ پھر ندوہ جاکر وہاں کی روٹیاں کھائیں، اللہ نے اپنے فضل سے ملاجی بنادیا، حضرت والا کی جوتیوں کے صدقہ میں، اور حضرت والا کی والدہ کی دعاؤں کے صدقہ میں، اللہ نے کچھ دعوت کی ٹوٹی پھوٹی خدمت لی، اور اس کام میں لگادیا، دعوت میں لگنے کا جو سبب ہے وہ بہت سی جگہ میں نے ذکر بھی کیا ہے، اور بہت سے لوگوں نے نقل بھی کیا ہے کہ اس عمل میں لگنے کا کیا ذریعہ ہوا تھا۔

سوال نمبر (۲) کون سی شخصیتیں تھیں جنھوں نے آپ کے ذوق مطالعہ کو مہمیز کیا اور اس سفر میں آپ کی رہنمائی کی؟ آپ کے مطالعہ کے مختلف ادوار کیا رہے؟ پسندیدہ موضوعات اور ذوق میں ارتقائی تبدیلیاں؟

جواب : کتابوں کے مطالعہ میں حضرت تھانوی نوراللہ مرقدہ کی کتابوں کے مطالعہ کی طرف میرے حضرت والا نے بہت تاکید سے بار بار متوجہ فرمایا، اس لئے حضرت تھانویؒ کی اکثر کتابیں بار بار پڑھنے کا موقع ملا، اور ظاہر ہے یہ بات کہنے کی نہیں ہے کہ اس کے مثبت اثرات بہت زیادہ پڑے، اس کے علاوہ خصوصاً اپنے حضرت والا کی کتابیں تو بار بار پڑھتا رہا، ظاہر ہے کہ میں ان کا ادنیٰ غلام ہوں، تو اس کا حق بھی یہ تھا۔ اور حضرت مولانا نوراللہ مرقدہ کا جو ذوق مصنفین اور کتابوں کے سلسلہ میں رہا، میں نے وہی ذوق تقریباً اپنے اندر اتارنے کی کوشش کی۔ عربی کتابیں تو میں نہیں پڑھ سکا، لیکن اردو کے سلسلہ میں وہی ذوق بنانے کی کوشش کی، اور انہی موضوعات پر میرے مطالعہ کا انداز اور ذوق چلتا رہا، حضرت شیخ الحدیثؒ سے بھی بہت تعلق تھا، اس لئے ان کی کتابیں بھی پڑھتا رہا۔ تبلیغی جماعت سے تعلق تھا، اس لئے فضائل کی کتابیں بھی بار بار پڑھنے کا اتفاق ہوا اور یہ کتابیں تقریباً از بر سی رہیں۔

مطالعہ کے ادوار کے سلسلہ میں جیسا کہ میں نے عرض کیا، میں گاؤں کا دیہاتی ہوں، نہ کوئی ارتقا ہوسکا، نہ کوئی اس کے ادوار ہوسکے، اس لئے مطالعاتی زندگی بے ترتیب سی رہی، البتہ حضرت مولانا کی صحبت میسر رہی تو اس کی وجہ سے اللہ تعالی نے ذہنی عیاشی

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

سے بچالیا، اور زیادہ گھسے پٹے موضوعات پڑھنے کی طرف طبیعت زیادہ راغب نہیں ہوئی، اور دینی کتب اور دین پسند لوگ ، اور ادیب بچپن سے ہی پسند آتے رہے۔ شعری ذوق کا حال یہ ہے کہ بچپن میں، میں نے کچھ تک بندی بھی کی تھی، اور بعض غزلیں اور نظمیں رسالوں میں بھی چھپتی رہیں، لیکن بعد میں یہ سلسلہ جاری نہیں رہ سکا۔

سوال نمبر (۳) آپ کے پسندیدہ مصنفین ، اور آپ کی پسندیدہ کتابیں، آپ کے پسندیدہ رسائل، پسندیدہ افسانہ نگار ، کالم نگار، پسندیدہ مزاح نویس، طنز نگار؟

جواب: پسندیدہ لکھنے والے ، تاریخی واقعات لکھنے والے دونوں مصنفین، مولانا شمس نوید عثمانی (کیا ہم مسلمان ہیں؟) اور خاص طور سے ''درّ یتیم'' والے ماہر القادری ہیں، ان کا اسلوب بڑا اچھا اور دل چسپ لگا۔ خیال ہوتا ہے کہ یہ لوگوں کے رخ کو بدلنے کا اچھا انداز ہے، اس سے فائدہ ہوا۔

سوال نمبر (۴) عام طور پر مطالعہ کے اوقات کیا ہوتے ہیں؟ رفتار مطالعہ کیا ہوتی ہے، کیا دوران سفر بھی مطالعہ کرتے ہیں؟

جواب: جیسے جیسے موقع ملتا تھا مطالعہ کرتا تھا، سفر حضر میں ہر جگہ، کتاب میرے سرہانے بھی ہوتی تھی، دن میں بھی رات میں بھی، مطالعہ کا بہت شوق تھا، اب جب سے گردن میں تکلیف ہوگئی ہے،، اور بے تکی مصروفیات ہوجانے کی وجہ سے یہ ہوتا ہے کہ گاڑی میں یا سفر میں مطالعہ کرنا تو مشکل ہوتا ہے، چکر آنے لگتے ہیں، اس کی وجہ سے بہت زیادہ حسرت رہتی ہے، کاش کوئی موقع ہوتا، اس کے باوجود نئی کتابیں بیگ میں رکھتا رہتا ہوں، کہ یہ پڑھوں گا یہ پڑھوں گا، مگر اب زیادہ موقع نہیں ملتا۔

سوال نمبر (۵) نئے لکھاریوں اور قارئین کے لئے مطالعہ کے سلسلہ میں کیا طریقہ کار ہونا چاہئے۔ کتابوں کے انتخاب میں رہنما اصول کیا ہوں؟ کسی کی رہنمائی میں مطالعہ کا مشورہ دیں گے ، یا اپنے ذوق کے اعتبار سے؟

جواب: کتابوں کے انتخاب کے سلسلہ میں میرا نظریہ یہ ہے کہ کسی کو مربی بنا کر اسی کے مشورہ سے منتخب کتابیں پڑھی جائیں تو یہ سفر ایک بہت مفید ترین سفر ہوسکتا ہے، کتابوں سے بہتر کوئی دوست نہیں ہوسکتا، ، اپنے تجربہ کی بنیاد پر کہتا ہوں کہ بہتر یہ ہے آدمی کسی کے ہاتھ میں ہاتھ دیدے، اور دوسرے کی گاڑی میں سوار ہوکر سفر طے کرے، اس میں بڑی عافیت ہے، اور کسی کی ارادت میں شامل ہوجائے تو پھر ارادت کا مزا ''فٹ بال'' بن جانے میں ہے۔

ہریانہ پنجاب میں میرے حضرت والا نے مجھے ٹوٹی پھوٹی دعوتی کوششوں کے لئے بھیجا، وہاں جاکر ہم بہت مایوس ہوگئے، وہاں کے حالات دیکھے، کتنی مسجدیں ویران تھیں اور کیسا خراب حال تھا، کچھ صلاحیت تھی نہیں، اور اس کا موقع نہیں تھا کہ میں وہاں کچھ کام کرسکوں، اس لئے سوچا حضرت کی خدمت میں عریضہ لکھوں گا کہ یہاں کام کے لئے کوئی باصلاحیت آدمی ہو، تو اس کا جوتا اور بیگ میں بھی اٹھائے پھروں گا، وہاں ایک مسجد میں پہنچا، ملفوظات حضرت رائے پوریؒ، ایک عالم دین نے ہدیہ بھجوائی تھی، وہ ہمارے پاس موجود تھی، کھولا تو اس کا پہلا ملفوظ تھا کہ ''ارادت کا مزا فٹ بال بن جانے میں ہے'' تو اسی دوران خیال ہوا کہ مرید بن کر اور فٹ بال بن کر دیکھتے ہیں، تو میں نے وہ خط لکھنے کا ارادہ کینسل کردیا اور سوچا کہ یہاں پر کام کرنا ہے۔ مسجد کے باہر پہنچا، تو ہمارے ہندوستان میں ہندوستان ٹائمز ایک انگریزی اخبار ہے، اس میں ایک خبر دیکھی، اس وقت ایک فٹ بال کا ورلڈ کپ ہوا تھا، تو ایک کھلاڑی جس نے جیت والا آخری گول کیا تھا، اس بال کی قیمت تھی پچاس ڈالر، اس کی نیلامی ہوئی تو اس کو پچاس ہزار ڈالر دے کر خریدا گیا۔ میں نے خیال کیا کہ ایک فٹ بالر کے قدموں میں لگ کر ایک فٹ بال کی قیمت اتنی لگ سکتی ہے، تو ایک اللہ والے کا فٹ بال بن جانے سے قیمت

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

کتنی بڑھ جائے گی، اس کے بعد دل میں دھن ہوگئی کہ حضرت والا کا فٹ بال بن کر رہیں گے۔ فٹ بال تو نہیں بن سکے، لیکن بننے کی کوشش ضرور کی، اور الحمدللہ یہ سارا دعوت کے کام کا جو کچھ بھی شور شرابا ہوا ہے، کام کے نہیں بن سکے لیکن نام ہو گیا ہے، یہ سب کچھ اس فٹ بال بن جانے کی نیت کی وجہ سے ہے، پھر ہر چیز اور مطالعہ بھی حضرت مولانا نور اللہ مرقدہ کے مشورہ سے کرنے لگا، آپ کو حیرت ہوگی کہ حضرت مولانا نے مجھے اثنائے سلوک میں تین مرتبہ بہشتی زیور پڑھنے کا حکم فرمایا، اور اکثر ایسا ہوتا تھا، ایک دفعہ حضرت والا نے تکیہ سے خط لکھا، کہ ایک بار بہشتی زیور پھر سے پڑھو، اور میرے دل میں بھی خیال آیا کہ بہشتی زیور پڑھنا چاہئے، جب میں نے آدھا بہشتی زیور پڑھ لیا تو حضرت مولانا کا خط ملا، جس میں حکم تھا، یہ شاید حضرت کی توجہ اور عنایت کا اثر تھا، کہ میں پہلے ہی ان کے حکم پر لگ گیا تھا، پھر میں نے حضرت کے حکم سے مطالعہ کیا، جیسے وہ فرماتے رہے۔ مکتوبات حضرت مجدد الف ثانی، مکتوبات صدی، مکتوبات دوصدی، از شیخ شرف الدین یحیٰ منیری، مکتوبات خواجہ محمد معصوم سرہندی، اور شاہ ولی اللہ کی چیزیں بھی پڑھیں۔ بس پڑھا کیا صرف انگلیاں پھیریں، آنکھیں گھمائیں، اور کالی لکیروں کو دیکھا، پڑھنا تو وہ ہے جو شعوری طور پر ہو، مجھے تو اتنا شعور ہی نہیں ہوا۔

حکم کی تعمیل میں کچھ باتیں عرض کر دی ہیں، باقی جیسا میں نے پہلے عرض کیا میرا کیا مطالعہ، اور کیا ذوق مطالعہ؟ کوئی ایسی چیز تو ہے نہیں جو لوگوں کو دکھائی جا سکے۔ ایک گھسیارہ آدمی گھاس کھودنے کا تجربہ تو بتا سکتا ہے، علم کے میدان میں اہل علم کو کیا بتائے گا۔ بہر حال میرے لئے تو اتنا کافی ہے کہ اس مبارک اور موقر رسالہ میں نام آجائے، اور اللہ کے کسی نیک بندہ کی آنکھوں سے گذر جائے، اور ہوسکتا ہے اس کے منھ سے کچھ دعائیں نکل جائیں، تو میرا کام بن جائے، یا آپ کے حکم کی تعمیل کی برکتیں حاصل ہو جائیں۔ اس لئے یہ چیزیں آپ کی خدمت میں بھیج رہا ہوں۔

اعلان برائے فریق دوم (زوج)

مہ جبیں پروین بنت محمد ارشاد۔ مکان نمبر 134 ڈیرابسی، موہالی
فریق اول

بنام

اشرف علی ولد لیاقت علی ھاؤس 134 ڈیرابسی، ایس اے ایس موہالی پنجاب (اطلاع بنام فریق دوم)

اطلاع دی جاتی ہے کہ معاملہ ہذا میں آپ کے خلاف فریق اول مہ جبیں پروین بنت محمد ارشاد نے مؤرخہ ۲؍رجب ۱۴۴۱ھ مطابق ۲۷؍فروری ۲۰۲۰ء دارالقضاء آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ جامعہ ہدایت الاسلام انب والا کوٹیاں پنچ کولہ ہریانہ میں فسخ نکاح کا دعویٰ دائر کیا ہے۔ جس میں حسب ضابطہ کاروائی بھی ہوئی، سماعت کے لئے کئی تاریخیں مقرر ہوئیں جس میں آپ کی طرف سے ازاول تا آخر کوئی کاروائی نہیں ہوئی، فریق دوم نے اپنے عرضی دعویٰ اور بیان عندالقضاء میں تحریر کیا ہے کہ دو جون ۲۰۱۳ء کو آپ سے اس کا نکاح ہوا تھا تین بچے آپ فریقین کے ہیں، اس دوران آپسی نا اتفاقیاں چلتی رہیں، اختلافات کے باوجود آپ دونوں ساتھ ازدواجی زندگی بسر کرتے رہے، لیکن اب سے 4 سال قبل دسمبر کے مہینہ میں آپ کسی دوسری عورت کے ساتھ فرار ہوگئے اور اب تک غائب ولا پتہ ہیں اور فریق دوم تمام ہی حقوق سے محروم ہوگئی آپ کوئی نظم کر کے نہیں گئے جب کہ گھر خاندان کے لوگوں نے کافی تلاش کرلیا ہے اس لئے وہ فسخ نکاح چاہتی ہے ادھر دارالقضاء میں بھی آپ کوئی تاریخ سماعت پر طلب کیا گیا، لیکن آپ نہیں آئے نہ ہی کوئی پیروی کی جب کہ آپ کے گھر کے افراد کی جانب سے اس معاملہ میں بیانات درج ہوئے ہیں بہر حال اب آپ کو اس اعلان کے ذریعہ آخری موقع دیتے ہوئے متنبہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں مؤرخہ ۱۷؍جمادی الاولی ۱۴۴۲ھ مطابق ۳؍دسمبر ۲۰۲۰ء روز جمعرات وقت ۹ بجے دن از خود مع گواہان برائے رفع الزام ماسک اور سوشل ڈسٹینسنگ کا خیال رکھتے ہوئے دارالقضاء جامعہ ہدایت الاسلام انب والا کوٹیاں، چنڈی مندر، پنچ کولہ ہریانہ حاضر ہوں۔ واضح رہے کہ اس تاریخ پر حاضر نہ ہونے کی یا کوئی پیروی نہ کرنے کی صورت میں معاملہ ہذا کا تصفیہ کر دیا جائے گا۔

بحکم: مفتی محمد عاشق صدیقی ندوی
قاضی شریعت: دارالقضاء آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ
جامعہ ہدایت الاسلام انب والا کوٹیاں (ہریانہ)

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

پردہ
عقل وفطرت کی روشنی میں

مولانا خالد سیف اللہ رحمانی

یہودیوں کے یہاں یہودی علماء کے اجتہاد واستنباط سے جو فقہی کتاب مرتب ہوئی ہے اور جس کو پوری دنیا کے یہودی مسائلِ زندگی کے لئے معتبر مانتے ہیں، وہ ''تلمود'' ہے، اس کتاب میں خاص طور پر عورت کے بال سے متعلق بحث گئی ہے؛ چنانچہ مایر شلّر (Mayer Schiller) نے نقل کیا ہے:

''فقہاء یہود کا اس بات پر اجماع ہے کہ شادی شدہ یہودی عورت سڑک پر سر کے پورے بال نہیں کھول سکتی........ کوئی بھی نص یا فقیہ کا معتبر قول نہیں ہے، جو شادی شدہ عورت کو عام مقامات پر پورے بال کھلے رکھنے کی اجازت دیتا ہو'' (نیٹ سے: (M. Schiller op cit: 104-405

یہ جو بات کہی گئی ہے کہ پورے سر کے بال کھلے رکھنے کی ممانعت پر اجماع ہے، اس کا پس منظر یہ ہے کہ یہودیوں کے بعض فرقے جیسے سفار دیم اور بعض علماء جیسے موشی فائنسٹاین (Moshe Feinstein) جو امریکہ کے یہودیوں کے درمیان مقبول عالم ہیں؛ کی رائے ہے کہ عورت سر کے اگلے حصے سے صرف انگشت کے بقدر بال کھلے رکھ سکتی ہے:

G Ellinson, Women and Mitzvot: The Modest Way, A Guide to the Rallrinic Saurces, Jerusalem: Feldheim Pullishers .1992, P.122-123

بعض علماء یہود سے منقول ہے کہ شادی شدہ عورت کو سر چھپانا چاہئے؛ یعنی غیر شادی شدہ کے لئے یہ ضروری نہیں ہے؛ مگر یہ متفق علیہ قول نہیں ہے؛ چنانچہ بعض یہودی علماء جیسے موسیٰ بن میمون نے لکھا ہے:

اسرائیلی عورتوں کو کھلے سر بازار جانا جائز نہیں ہے، چاہے وہ شادی شدہ ہوں یا غیر شادی شدہ (Maimonieles:21/17)

بعض علماء نے اس یہودی قانون کی تشریح کرتے ہوئے یہ بھی کہا ہے کہ جن حضرات نے غیر شادی شدہ عورت کو سر کھلا رکھنے کی اجازت دی ہے، ان کا مقصد یہ ہے کہ نابالغ لڑکیوں کے لئے سر چھپانا ضروری نہیں ہے؛ چنانچہ تلمود میں سر چھپانے کے احکام اس طرح بیان کئے گئے ہیں:

''مرد کبھی اپنے سر چھپا بھی سکتے ہیں اور کبھی کھلے بھی رکھ سکتے ہیں؛ لیکن عورتیں ہمیشہ اپنا سر چھپائیں گی، اور نابالغ بچیاں سر نہ چھپائیں''

Gillion Beattie Women and Marriage in Paul and his Early Interpreters, New york: Continuum International Publishing Group (نیٹ سے) .2005,P44

اسی بنا پر یہودی علماء نے کہا ہے کہ جو شخص اپنی بیوی کو کھلے سر اپنے گھر سے نکلتے ہوئے دیکھے تو وہ کافر (Bodless) ہے اور اس پر واجب ہے کہ وہ اس کو طلاق دیدے۔ (Alvin Schmidt op cit. p. 13)

بلکہ بال چھپانے کے حکم میں علماء یہود کے نزدیک اتنی سختی ہے کہ ان کے بعض فرقے شادی کے موقع سے دلہن کے بال منڈا دیتے ہیں؛ کیوں کہ شادی کے موقع سے بال کو چُھپا کر رکھنا دشوار ہوتا ہے، اسپین، یوکرین اور فلسطین کے مذہبی یہودی خاندانوں میں رواج ہے کہ وہ بال منڈا کر سر پر کوئی کپڑا لپیٹ لیتی ہیں، بعض

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

یہودی علماء نے بھی اس نامعقول عرف کی پوری قوت کے ساتھ تائید کی ہے۔(منقول از نیٹ: M. Schiller,op,cit, (pp . 101,102

جب بال کے سلسلے میں اس درجہ سخت احکام ہیں تو اسی سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ جسم کے دوسرے اعضاء کا لوگوں کے سامنے کھولنا بھی ان کے نزدیک جائز نہیں ہوگا؛ چنانچہ تلمود کے ایک بڑے عالم Ravad of Pasqiures کہتے ہیں:

عورت کی کسی بھی جگہ کو دیکھنا ممنوع ہے، چاہے چھوٹی انگلی ہو یا پھر بال ہی کیوں نہ ہو۔

Cited in Hidelushei ha Rashba, Berakhuted N.M. Harbits, Jerusalem, 1979, (منقول از نیٹ)Quated by, Shmuel Her feld op,cit

تلمود میں ایک یہودی عالم ششت کی بات نقل کی گئی ہے:

اگر کوئی شخص عورت کی چھوٹی انگلی کو بھی گھورتا ہے تو گویا اس نے اس کی شرم گاہ کو گھور کر دیکھا (Berachoth:24a)

بلکہ یہودی مذہب میں چہرہ کو شامل کرتے ہوئے عورت کے مکمل پردہ کا تصور پایا جاتا ہے؛ چنانچہ ڈاکٹر Menachem M Brayer نے اپنی کتاب ''عبرانی ادب میں یہودی عورتیں'' میں لکھا ہے:

یہودی خواتین کا طریقہ تھا کہ وہ سر ڈھک کر باہر نکلتی تھیں اور بعض دفعہ ایک آنکھ کو چھوڑ کر پورا چہرہ بھی ڈھانکے ہوئے ہوتی تھیں: Menachem m.brayer.op.cit.p.239

ایک بڑے یہودی عالم اور تورات کے مفسر دانیال تومیصی نے بعض یہودی علماء پر سخت تنقید کی ہے کہ انھوں نے یہودی عورت کو یہودی مرد کے سامنے چہرہ کھولنے کی اجازت دی تھی:

Solo Wittmayer Baron, A Social and Religious History of the Jews, New York, Columbia University press 1967 4th, printing.3/299 (نیٹ سے)

ان تصریحات سے اندازہ ہوتا ہے کہ یہودیوں کے یہاں پردہ کے قریب قریب وہی احکام ہیں، جو مسلمانوں کے یہاں ہیں

حفاظت نہ کہ قید

قانونِ فطرت بھی ہمیں بتاتا ہے کہ جو چیزیں عام، غیر اہم اور کشش سے خالی ہوں، ان کے لئے حفاظت وصیانت کا اہتمام درکار نہیں ہوتا، یا کم اہتمام کافی ہو جاتا ہے، اور جو چیزیں قیمتی، اہم اور وجہِ کشش ہوں، ان کی حفاظت کے لئے قدرت کی طرف سے تدبیریں کی گئی ہیں، پتھر کی چٹانیں بے غبار حالت میں ہر جگہ مل جائیں گی؛ لیکن سونے کی کان پتھر کی طرح کھلے عام دستیاب نہیں؛ بلکہ پتھر اور دوسرے زمینی اجزاء کے تہہ در تہہ غلاف میں سونے کے ذرات چھپا کر رکھے گئے ہیں، ان کی تلاش بھی مشکل ہے اور تلاش کے بعد ان کو نکالنا بھی دشوار، پانی میں سیپ اور اس جیسی کتنی ہی چیزیں تالابوں، ندیوں اور دریاؤں کے کنارے وافر مقدار میں دستیاب ہیں؛ لیکن موتی کو صدف کے مضبوط غلاف میں چھپا کر رکھا گیا ہے، جو تلاشِ بسیار کے بغیر ہاتھ نہیں آتا۔

انسان خود اپنے جسم میں بھی قدرت کی اس تقسیم کو دیکھ سکتا ہے، انسان کے ہاتھ پاؤں تو کھلے ہوئے ہیں؛ لیکن اس کے ''دل'' کو لچک دار ہڈیوں کے پنجرے میں اور ''دماغ'' کو تہہ در تہہ کھوپڑی کے خول میں رکھا گیا ہے، انسان کے چہرہ کو جن اعضا سے سجایا گیا ہے، ان میں سب سے نازک عضو انسان کی آنکھ ہے، اللہ نے اس پر پلکوں کی حفاظتی دیوار بنا دی ہے، اور اس پر ایسے بال لگا دیئے ہیں جو آنکھوں کو کیڑوں مکوڑوں کے داخل ہونے سے بچا سکیں، عورت کا وجود بھی یقیناً ایک پر کشش وجود ہے، جو تاریخ میں بعض بڑی لڑائیوں کا باعث بنا ہے تو کیا ان کی خصوصی حفاظت وصیانت مطلوب نہیں ہے اور ان کو سماج کے رحم وکرم پر چھوڑ دینا ان کے ساتھ زیادتی نہیں ہے؟

عجیب بات ہے کہ جو لوگ پردہ کو عورتوں کی توہین قرار دیتے

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

ہیں، وہی اپنی دولت کی حفاظت میں اس نسخہ کا استعمال کرتے ہیں، آپ گھر کی تعمیر کے لئے اینٹ، پتھر اور لوہا، لکڑی لاتے ہیں تو اسے گھر کے باہر ڈال دیتے ہیں؛ لیکن اگر سونا خرید کر لائیں، ہیرے جواہرات خرید کریں اور بینک سے پیسے نکال کر لائیں تو اسے اس طرح نہیں چھوڑتے؛ بلکہ اسے گھر کے اندر، اور برآمدہ میں نہیں کمرہ میں، اور صرف کمرہ میں نہیں الماری میں؛ بلکہ ہو سکے تو الماری کے اندر موجود لاکر میں اس احتیاط سے رکھتے ہیں کہ لاکر کو بھی مقفل کر دیتے ہیں، الماری کو بھی، اور گھر سے باہر جائیں تو کمرہ کے دروازہ کو بھی اور باہر کے گیٹ کو بھی، کیا یہ سونے، جواہرات اور روپیوں کی توہین اور ناقدری ہے؟ یا اس کی اہمیت کا احساس ہے؟؟ ملک کا عام شہری تنِ تنہا دن ہو یا رات، ایک جگہ سے دوسری جگہ آمدورفت کرتا ہے، نہ اس کے ساتھ کوئی محافظ ہے اور نہ بندوق بردار سیکوریٹی گارڈ؛ لیکن ملک کا صدر، وزیر اعظم یا دوسرے اعلیٰ عہدہ داروں کو کس قدر حفاظتی حصار میں رکھا جاتا ہے اس کی قیام گاہ ہو یا سواری، ہر جگہ کئی کئی مرحلوں میں تحفظ کا انتظام ہوتا ہے، کیا یہ ان عہدہ داروں کے لئے قید ہے یا سیکوریٹی؟ حقیقت یہ ہے کہ پردہ عورتوں کا وقار، اس کی عزت اور قدردانی ہے اور اس کے ذریعہ حریص نگاہوں سے اس کی حفاظت ہوتی ہے

یہ عجیب بات ہے کہ مردوں نے اپنی ہوس پوری کرنے کے لئے عورتوں کو بے پردہ کر دیا اور اپنے آپ کو چھپائے رکھا، کھیل کا میدان ہو، فلم کی تصویر کشی ہو، ایئرلائنز کا عملہ ہو، استقبالیہ پر بیٹھنے والے ملازمین ہوں یا اسکول اور تجارت گاہوں کے یونیفارم ہوں مرد خود تو پورا لباس پہنتا ہے، جو عموماً ڈھیلا ڈھالا بھی ہوتا ہے، اور عورتوں کو ایسا لباس پہناتا ہے، جس کے بعد وہ نیم برہنہ نظر آتی ہے، اور کپڑے بھی اتنے چست ہوتے ہیں کہ جسم کا ایک ایک اَنگ نمایاں ہو جائے، اور اس کے ساتھ ساتھ بعض دفعہ کپڑے بھی اتنے باریک کہ جسم کی رنگت جھلکنے لگے، کیا یہ عورت کی توہین اور تجارتی اغراض کے لئے ان کا استحصال نہیں ہے، کیا کوئی غیرت مند مرد اپنی ماں، اپنی بیٹی اور اپنی بیوی کے لئے یہ پسند کر سکتا ہے کہ وہ اس حالت میں لوگوں کے درمیان نکلے اور لوگ اس سے لذتِ دید حاصل کریں؟؟

جہاں کہیں برہنگی اور بے پردگی کو رواج دیا گیا ہے، وہاں باہمی رضامندی سے بغیر شادی کے مرد وعورت کے تعلق پر کوئی پابندی نہیں ہے، پھر بھی عورتیں بڑی تعداد میں مردوں کی زیادتی اور جبر کا شکار ہوئی ہیں، F.B.I کی رپورٹ کے مطابق امریکہ میں صرف ۱۹۹۰ء میں روزانہ عصمت دری کے اوسطاً ۱۷۵۶ مقدمات درج ہوئے، بعد کی ایک اور رپورٹ کے مطابق امریکہ میں روزانہ تقریباً ۱۹۰۰ کے اوسط سے عصمت دری کے واقعات پیش آئے ہیں، (اسلام پر چالیس اعتراضات، ڈاکٹر ذاکر نائک: ۸۵) بے پردگی، عریانیت اور اختلاط کی وجہ سے مغربی ممالک میں کیا صورت حال ہے؟ اس کا اندازہ اسی سے کیجئے کہ ۲۰۱۴ء میں یوروپی یونین کے بنیادی حقوق کے ادارے کے سروے نتائج کے مطابق یونین میں شامل ممالک میں تقریباً ایک تہائی خواتین ۱۵/ برس کی عمر سے جسمانی یا جنسی تشدد کا شکار رہی ہیں، یہ تعداد چھ کروڑ بیس لاکھ کے لگ بھگ بنتی ہے، سروے میں کہا گیا ہے کہ یہ اس موضوع پر لیا جانے والا اب تک کا سب سے بڑا جائزہ ہے اور اس کے لئے ۴۲/ ہزار خواتین کے انٹرویو کئے گئے (دیکھئے: http: 11www.bbc.com/ urdu/ 2014/03/140305eu.women-violence-report-zs

اب ایک نظر امریکہ کی صورت حال پر ڈالئے، ایک تازہ سروے میں یہ حقیقت سامنے آئی ہے کہ ہر ۱۶/ میں ایک امریکی خاتون کا پہلا جنسی تجربہ زبردستی کا تھا، امریکہ میں خواتین کی تعداد ۱۶/ کروڑ سے زائد ہے، اس حساب سے ایک کروڑ خواتین زنا بالجبر کا شکار ہوئی ہیں، ۷/ فیصد خواتین کا کہنا تھا کہ انہیں ۱۵/ سال کی عمر میں ریپ کا نشانہ بنایا گیا اور وہ مرد عمر میں ان سے کئی سال بڑا تھا، فوج سب سے زیادہ ڈسپلن کی پابند سمجھی جاتی ہے؛ لیکن مرد

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

فوجی بھی اپنی ساتھی خاتون فوجی کے ساتھ زنا بالجبر کا ارتکاب کرتے ہیں؛ چنانچہ امریکی ڈپارٹمنٹ آف ڈیفنس کی ۲۰۱۷ء میں شائع ہونے والی ایک رپورٹ کے مطابق ۲۰۱۶ء میں امریکی فوج میں جنسی زیادتی کے ۶۱۸۲ کیس فائل ہوئے، یہ ۲۰۱۲ء کے مقابلے میں تقریباً دوگنا ہیں، جب ۳۶۰۴ کیس رپورٹ کئے گئے تھے، پنٹاگون کی رپورٹ کے مطابق امریکی فوجی خواتین دشمن کے حملوں میں ہلاکت کی نسبت ساتھیوں اور افسران سے ریپ کے خطرے کی زیادہ شکار ہیں، حدتو یہ ہے کہ سیاست داں خواتین بھی اپنے مرد سیاست داں ساتھیوں کی طرف سے اس قسم کی زیادتی کا شکار ہوتی رہتی ہیں، اوراس کی رپورٹیں بھی موجود ہیں۔

خود ہمارے ملک بھارت کی صورت حال یہ ہے کہ جرائم کے اعداد وشمار یکجا کرنے والے سرکاری ادارہ ''نیشنل کرائم ریکارڈ بیورو (این، سی، آر، بی)'' کی رپورٹ ۲۰۱۸ء کے مطابق بھارت میں اوسطاً ہر روز ۹۱/خواتین کے خلاف جنسی زیادتی کی شکایت درج کرائی گئی ہے، یہ بات بھی ملحوظ رکھنی چاہئے کہ امریکہ ہو یا یورپ، یا بھارت، یہاں شادی شدہ یا غیر شادی شدہ بالغ مرد و عورت کے درمیان باہمی رضامندی سے جنسی فعل کی ممانعت نہیں ہے؛ اس لئے یہ جرم میں شامل نہیں ہے، نیز جنسی جرائم کے زیادہ تر واقعات عورتیں شرم کی وجہ سے یا مجرموں کے دباؤ کی وجہ سے ظاہر نہیں کرتیں، جو معاملات پولیس میں درج کئے جاتے ہیں، ان ہی کی بنیاد پر یہ رپورٹیں مرتب کی جاتی ہیں؛ اس لئے حقیقی واقعات اس سے کہیں زیادہ ہوتے ہیں۔

ظاہر ہے کہ جنسی جرائم کے اس بڑھتے ہوئے رجحان کا بنیادی سبب بے پردگی، عریانیت اور اختلاط ہے؛ اسی لئے جن ملکوں میں عریانیت اور بے پردگی کا آزادانہ ماحول نہیں ہے، وہاں ایسے جرائم کی شرح بہت ہی کم پائی جاتی ہے، مسلم ممالک میں حالاں کہ شرعی قوانین نافذ نہیں ہیں، اس کے باوجود چوں کہ مسلمان عورتیں مذہبی جذبات کے تحت اپنی خوشی سے پردہ کا اہتمام کرتی ہیں؛ اس لئے ان کی صورت حال بہتر ہے، دنیا میں کل ۱۹۵/ممالک ہیں، ان میں سے ۱۹۳/ممالک اقوام متحدہ کے ممبر ہیں، اقوام متحدہ کے رکن ممالک میں غالباً ۵۷/مسلم ممالک ہیں؛ لیکن سالہا سال سے جو رپورٹیں آرہی ہیں، ان میں مسلم ممالک بحمد اللہ جرائم اور خاص کر جنسی جرائم کے اعتبار سے سب سے کم تر سطح پر ہیں، یعنی ان کے یہاں جنسی جرائم کافی کم ہیں۔

۲۰۱۸ء میں عورتوں کی عصمت دری کے اعداد وشمار کی روشنی میں ٹاپ ٹین ممالک میں ڈنمارک، فن لینڈ، اسٹریلیا، کینیڈا، نیوزی لینڈ، برطانیہ، امریکہ، سویڈن اور جنوبی افریقہ شامل ہیں، بحمد اللہ ان میں ایک بھی مسلم ملک نہیں ہے، افسوس کہ اس فہرست میں ہمارا ملک بھارت بھی شامل ہے، جہاں رپورٹ کے مطابق روزانہ ۹۳/عورتوں کی عزت لوٹی جاتی ہے، (روزنامہ سالار بنگلور: ۲۷/اپریل ۲۰۱۹)۔ یہ صرف اس لئے ہے کہ مسلمانوں میں پردہ کا تصور ہے اور عریانیت کو بہت قبیح فعل سمجھا جاتا ہے۔

ترقی کے لئے رکاوٹ نہیں!

یہ بات کہ پردہ ترقی کے لئے رکاوٹ ہے، انتہائی خلاف واقعہ بات ہے، نہ عقل اس کی تصدیق کرتی ہے اور نہ تجربہ، غور کیجئے کہ علم کے بنیادی طور پر دو ذرائع ہیں، ایک: انسان کی عقل، جس کا مرکز دماغ ہے، دوسرے: انسان میں محسوس کرنے کی صلاحیتیں، یعنی آنکھ جو دیکھتی ہے، کان جو سنتا ہے، زبان جو چکھتی ہے، ناک جس میں سونگھنے کی صلاحیت ہے، اور ہاتھ یا دوسرے اعضاء جو چھوکر کسی چیز کی سختی اور اور نرمی کا ادراک کرتے ہیں، ان ہی پانچ صلاحیتوں کو فلسفہ کی اصطلاح میں ''حواس خمسہ'' (Five Senses) کہا جاتا ہے، عقل اور حواس ہی علم و تحقیق کے بنیادی ذرائع ہیں، اب سوچنے کی بات ہے کہ کیا پردہ ان میں سے کسی صلاحیت کو متاثر کرتا ہے؟ کیا پردے کی وجہ سے عقل اپنا کام کرنا چھوڑ دیتی ہے؟ اور کیا اس کی وجہ سے احساس کی یہ صلاحیتیں مفلوج ہوجاتی ہیں؟ اگر نہیں تو پھر کوئی وجہ نہیں کہ پردہ کو علمی وفکری

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

ترقی میں رکاوٹ تصور کیا جائے۔

حقیقت یہ ہے کہ اگر شریعت کے مطابق پردہ کا نظام قائم ہو جس میں مردوں اور عورتوں کے درمیان اختلاط سے بچا جائے تو زندگی کی تگ ودَو میں عورتوں کے لئے معاشی جدوجہد کے مواقع بھی بڑھ جائیں گے، مثلاً اس نظام کے تحت اسکول سے لے کر یونیورسٹی تک لڑکیوں کے تعلیمی ادارے الگ ہوں گے، جن میں خاتون اساتذہ اور عملہ کام کریں گی، ہاسپٹلوں میں نہ صرف خواتین مریضوں کا وارڈ الگ ہوگا؛ بلکہ پورا سیکشن ہی الگ ہوگا، اس میں ڈاکٹرس اور تمام عملہ بھی عورتوں کا ہوگا، اسی طرح بینکوں میں اور عوامی ضروریات سے وابستہ اداروں میں خواتین کے مستقل حصے ہوں گے، یہی حال مارکٹوں کا ہوگا، جن میں خواتین کے لئے مستقل مارکٹ ہوگی، دوکانوں میں ان کے لئے الگ حصہ ہوگا، خواتین کیلئے مخصوص حصہ میں خاتون کارکن کام کریں گی؛ اس لئے پردہ کا نظام خواتین کے لئے کام کے مواقع بڑھا دے گا اور وہ مرد ساتھیوں کی ہراسانی سے بچتے ہوئے کام کرسکیں گی۔

حقیقت یہ ہے کہ پردہ خواتین کے لئے نعمت ہے، جو ان کو وقار عطا کرتا ہے، اور پردہ کو ختم کر دینا بہت سی معاشرتی برائیوں کا سبب بنتا ہے، جن میں سب سے اہم زنا کی کثرت اور عورتوں کو زیادہ سے زیادہ برہنہ کرنا ہے، زنا اگرچہ دوطرفہ فعل ہے؛ لیکن اس کا زیادہ نقصان عورت کو اٹھانا پڑتا ہے، اگر وہ زنا کی وجہ سے بچے کی ماں بن گئی تو اسے اپنا ہی نہیں اپنے بچہ کا بوجھ بھی اُٹھانا پڑتا ہے، اور اگر بے قید تعلق کا معاملہ آگے بڑھا اور مختلف مردوں سے اس کا رابطہ ہوا تو پہلے وہی ایڈس کی مریض ہوتی ہے، پھر مرد ہوتا ہے، اور اس کی زندگی دُکھ بھری زندگی بن جاتی ہے، جب عورت کی عریاں تصویر لی جاتی ہے تو اگرچہ مرد بھی اس عمل میں شریک ہوتا ہے؛ لیکن رسوائی اس عورت ہی کی زیادہ ہوتی ہے، مجرمانہ ذہن رکھنے والوں کا شکار اکثر وہی عورتیں بنتی ہیں، جو سرعام اپنے جسم کی نمائش کرتی ہیں، نیم برہنہ لباس پہنتی ہیں، یا ایسے چست ملبوسات کا استعمال کرتی ہیں، جن سے جسم کا نشیب وفراز نمایاں ہو جائے، جو عورتیں ڈھکا چھپا اور ڈھیلا ڈھالا لباس استعمال کرتی ہیں، ان کے ساتھ زیادتی کے واقعات کم پیش آتے ہیں اور زیادہ تر وہ عیاش مردوں کی ہوسناک نظروں سے محفوظ رہتی ہیں۔

نعت

کسی مجلس میں جب نعتِ شہِ عالم سناتے ہیں
فضائیں رشک کرتی ہیں فرشتے جھوم جاتے ہیں

شبِ معراج میں ختمِ رُسُل کا مرتبہ دیکھو
جہاں کوئی نہیں پہنچا وہاں تک آپ جاتے ہیں

کوئی اعجاز تو دیکھے، میرے قرآنِ ناطق کا
لقب اُمّی ہے، لیکن علم کا دریا بہاتے ہیں

اترتے ہیں فرشتے آسماں سے پاسبانی کو
چَرانے بکریاں صحرا میں جب سرکار جاتے ہیں

پلٹ آتا ہے سورج ڈوب کر حکمِ رسالت سے
اشارے سے اُسے جب سرورِ عالم بلاتے ہیں

یہ ہے شانِ نبوت چاند ہو جاتا ہے دوٹکڑے
شہِ کون و مکاں جب ہاتھ کی انگلی ہلاتے ہیں

اُبل پڑتا ہے چشمہ بن کے برتن میں جو تھا پانی
شہِ دیں اُنگلیاں جب ہاتھ کی اُس میں لگاتے ہیں

مدینے کی جدائی اب بہت ہی شاق ہے ثاقب
نہ جانے کب تلک مولیٰ مجھے طیبہ بلاتے ہیں

تبرکات: حضرت قاری سید صدیق احمد ثاقب باندوی

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

دعوتی سوالات اور میرے جوابات

جناب ریاض موسیٰ ملیباریؒ

قسط:۴

برصغیر کے معروف داعی دین جناب ریاض موسیٰ ملیباری، غیر مسلموں میں دعوت کے حوالہ سے ایک بہت معتبر نام ہے، انھوں نے اپنی پوری زندگی اور تمام توانائیاں بلکہ اپنی جمع پونجی بھی اس کار خیر کے لئے وقف کر رکھی تھی، اپنے دعوتی تجربات کی روشنی میں انھوں نے اس سلسلہ کے بہت سے سوالوں کے جواب "دعوتی سوالات" کے نام سے مرتب کئے تھے، جنہیں ارمغان کے قارئین کے لئے قسط وار پیش کیا جا رہا ہے، یہاں یہ وضاحت مفید ہوگی کہ یہ تمام جوابات دعوتی تناظر میں دیئے گئے ہیں، احکام وفتاوی کے لحاظ سے، اور اپنی ضرورت کے اعتبار سے فائدہ اٹھانے کے لئے ان میں ترمیم کی جاسکتی ہے۔ امید ہے کہ کاروان دعوت کے مسافر اس کی روشنی میں اپنا سفر اور زیادہ کامیابی کے ساتھ طے کرسکیں گے۔ ....ادارہ

سوال: **کیا کبھی .R.S.S یا کسی متشدد جماعت کے لوگوں نے اسلام قبول کیا ہے؟**

جواب: کیرالہ میں (Trur) ترور نامی ایک بستی ہے وہاں کے ائیپّن (Aaippan) نامی شخص نے جو .R.S.S کے ایک سرگرم کارکن اور اپنی بستی کے "ماریمن مندر" کے اہم پجاری اور بہت بڑے بھگت تھے۔ انہوں نے ۱۹۹۰ء میں اسلام قبول کیا۔ اسلام قبول کرنے کے بعد وہ ایک سرگرم داعی رہے اور ان کی محنتوں سے ۱۰۰ (ایک سو) سے زائد .R.S.S کے نوجوانوں نے اسلام قبول کیا۔ واللہ اعلم بالصواب

سوال: **غیر مسلم اپنے مندروں سے لائے ہوئے پرشاد ہمیں دیتے ہیں، تو کیا ہم وہ کھا سکتے ہیں؟**

جواب: غیر مسلموں کا دیا ہوا پرشاد ہرگز نہیں کھا سکتے۔ یہ ہر مؤحد کے لئے حرام ہے۔ واللہ اعلم بالصواب

سوال: **ایک غیر مسلم نے سوال کیا ہے کہ ہم بھگوان کو کیسے دیکھ سکتے ہیں؟**

جواب: پتھر وغیرہ سے بنا ہوا بھگوان ہر ایک انسان دیکھ سکتا ہے۔ بھگوان سے مراد اگر اللہ کی ذات ہے تو اسے کوئی بھی دیکھ نہیں سکتا۔ ایک ہندو ہونے کی حیثیت سے آپ کا عقیدہ ہے کہ ہر انسان کے اندر ایک آتما ہے۔ آپ کے اندر بھی ایک آتما ہے، کیا آج تک آپ نے اپنی یا کسی دوسرے کی آتما کو دیکھا ہے؟ اگر ان مادّی آنکھوں سے آتما کو نہیں دیکھ سکتے تو ساری دنیا کے پیدا کرنے والے کو ہم ان آنکھوں سے کیسے دیکھ سکتے ہیں۔

سوال: **ڈاکٹر ذاکر نائک جس طرح انجیل تورات، اور ہندوؤں کی مذہبی کتابوں کا سہارا لیتے ہیں، تو کیا یہ طریقہ صحیح ہے؟**

جواب: مناظرہ کے لئے دوسروں کی کتابوں کا سہارا لینا درست ہے، اس کی اجازت امت کے علمائے کرام نے دی ہے لیکن وہ دعوت نہیں ہے۔ واللہ اعلم بالصواب

سوال: **دعوتی کام کرتے وقت دل میں مختلف شکوک و شبہات اور خوف پیدا ہوتا ہے اس کے لئے کیا کرنا چاہیے؟**

جواب: دعوتی کام کا مطلب یہ ہے کہ ایک آدمی جہنم کی

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

طرف جارہا ہے اور آپ اسے زبردستی جنت کی طرف کھینچ رہے ہیں گویا آپ شیطان سے مقابلہ کر رہے ہیں کیا ایسی حالت میں شیطان خاموش بیٹھے گا؟ ہرگز نہیں، بلکہ آپ کے اندر وسوسہ ڈالنے اور آپ کو دعوتی کام سے ڈرانے کی پوری کوشش کرے گا۔ اللہ کا ذکر کرتے وقت شیطان دور ہو جاتا ہے، یہی ذکر شیطان کو دور کرنے کا واحد راستہ ہے۔ ساتھ ہی ساتھ آپ اللہ سے قریب ہونے کی کوشش بھی کریں، اس کے لئے آپ ہمیشہ تہجد کا اہتمام کریں اور قرآن کی تلاوت سمجھ کر کریں، ایسی حالت میں آپ کو دعوتی کام کے لئے کوئی دشواری محسوس نہیں ہوگی۔ انشاء اللہ

سوال: **آپ لوگ ایک دو آیتیں پڑھ کر کسی آدمی کو مسلمان بنا دیتے ہیں کیا ضروری ہے وہ ہمیشہ مسلمان ہی رہے؟**

جواب: آپ ﷺ عکاظ کے بازار میں کھڑے ہو کر گاؤں سے آنے والے لوگوں سے کہتے تھے۔ **قولوا لا الہ الا اللہ تفلحوا۔** یہ سن کر بعض لوگ آپ ﷺ کے ہاتھ پر مشرف بہ اسلام ہو جاتے تھے، ایسا کرنا ثابت ہے۔ واللہ اعلم بالصواب

سوال: **مسلمانوں کے یہاں جان داروں کو کاٹنا گناہ نہیں ہے، ایسا کیوں؟**

جواب: آپ کے اس سوال سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ دنیا میں صرف مسلمان ہی جانور کاٹتے ہیں، حالانکہ یہ بات درست نہیں بلکہ دنیا میں سب مذہب والے لوگ جانوروں کو کاٹ کر کھاتے ہیں

سوال: **آپ نے اپنی تقریر میں دارالاسلام دارالکفر، دارالعہد اور دارالدعوہ میں ممالک کو تقسیم کیا، براہِ کرم اس کی مزید تشریح فرمائیں؟**

جواب: ہماری اسلامی خلافت قائم ہونے کے بعد دنیا کے ممالک کو علمائے کرام نے تین حصوں میں تقسیم کیا ہے۔

۱) دارالاسلام یعنی اسلامی ممالک۔

۲) دارالکفر، یعنی باقی تمام غیر اسلامی ممالک۔

۳) دارالعہد، یعنی کچھ غیر اسلامی ممالک جنہوں نے اسلامی ممالک سے معاہدہ کیا اسے دارالعہد کہتے ہیں۔

یہ ساری تقسیم خلافت وجود میں آنے کے بعد کی ہے، اس سے قبل آپ ﷺ نے مکہ میں ۱۳/سال گزارے، اس حالت کو سمجھانے کے لئے اسے ''دارالدعوۃ'' کہا اور اس تقسیم کے اعتبار سے بھارت 'دارالدعوۃ' میں آتا ہے۔ دارالدعوہ کی حالت ایسے ہی رہے گی کہ مسلمان دعوتی کام کریں گے تو کچھ غیر مسلم ان کی تائید کریں گے اور کچھ غیر مسلم ان کی مخالفت کریں گے اور کچھ غیر مسلم اسلام قبول کریں گے۔ اس طرح آپ اسے سمجھ سکتے ہیں۔

سوال: **آپ ﷺ ''محمد عربی'' ہیں، تو ہم بھارتی ان پر ایمان کیوں لائیں؟**

جواب: یہ سوال درست نہیں ہے، یہ سوال ویسے ہی ہے کہ پٹرول عربی ہے یعنی عرب کا ہے تو ہم عرب کی چیز کو اپنی بھارتی گاڑیوں میں کیوں ڈالیں؟ یہ نہ دیکھیں کہ یہ کہاں کی چیز ہے، بلکہ ہمیں یہ دیکھنا چاہیے کہ یہ چیز ہمارے لئے فائدہ مند ہے یا نہیں؟ تو ہمیں آپ ﷺ کے تعلق سے یہ دیکھنا ہے کہ آپ ﷺ پر ایمان لانے میں ہمارے لئے فائدہ ہے یا نہیں۔ واللہ اعلم بالصواب

سوال: **اذان علاقائی زبان میں کیوں نہیں دی جاتی ہے؟**

جواب: ایک وجہ یہ ہے کہ اللہ کے ناموں کا علاقائی زبانوں میں ترجمہ نہیں ہوسکتا۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ دنیا میں مسلمان کہیں بھی جائیں گے تو اذان کو سن کر سمجھ جائیں گے کہ یہ یونیفارم اور اطلاع کے لئے ہے۔ واللہ اعلم بالصواب

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

سوال: **قرآن کے مخاطب عرب ہیں ہم نہیں، تو دعوت ہمیں کیوں دی جاتی ہے؟**

جواب: قرآن کے مخاطب دنیا کے سارے انسان ہیں صرف اہلِ عرب نہیں، قرآن میں صرف عرب کو مخاطب نہیں کیا گیا ہے، بلکہ ساری دنیا کی انسانیت کو مخاطب کیا گیا ہے، جیسے:

یا ایھا النّاس (۲:۲۱)

قل یاایھاالناس انی رسول اللہ الیکم جمعیاً (۷:۱۵۸)

شھر رمضان الذی انزل فیہ القرآن ھدی للناس، (۲:۱۸۵)

اس طرح کی بے شمار آیتیں قرآن مجید میں موجود ہیں، یہاں چند آیات صرف بطورِ مثال آپ کے سامنے پیش کی گئی ہیں

سوال: **ہماری بت پرستی اور آپ کی قبر پرستی میں کیا فرق ہے؟**

جواب: دونوں میں کوئی فرق نہیں ہے۔ فرق بس اتنا ہے کہ تمہارے یہاں بت پرستی عالم پنڈت لوگ کرتے اور کراتے ہیں لیکن ہمارے یہاں جو قبر پرستی ہے اس کو جاہل لوگ کرتے کراتے ہیں۔ واللہ اعلم بالصواب

سوال: **جب ایک خدا کا تصوّر ویدوں میں بھی ہے تو اسلام قبول کرنے کی کیا ضرورت ہے؟**

جواب: ویدوں نے ایک زمانہ میں توحید کا تصور پیش کیا تھا، رفتہ رفتہ اسے ماننے والے لوگوں نے، اس کی تعبیر بدل کر مختلف چیزوں کی پرستش شروع کر دی، اس لئے صحیح بات بتانے کے لئے اللہ رب العزت نے نئے طور پر آسمانی کتابوں کو نازل کیا اور آسمانوی کتابوں میں سب سے نیا ایڈیشن قرآن ہے۔ تمام کتابوں میں ردّوبدل ہو گیا لیکن یہ قرآن ہر طرح سے محفوظ ہے اس کی حفاظت کی ذمہ داری خود اللہ نے لی ہے۔ اِس زمانے کے لوگوں کو سمجھانے کے لئے یہ قرآن نازل ہوا، اس کو ماننے سے لوگ مسلمان ہو جاتے ہیں۔ واللہ اعلم بالصواب

سوال: **مسلمان چار شادیاں کرتا ہے اور وہ بھی غلط مقصد کے لئے؟**

جواب: صرف مسلمان ہی چار شادیاں نہیں کرتے بلکہ منوسمرتی میں برہمن کے لئے بھی یہ چھوٹ ہے۔

سوال: **ایک عیسائی نے یہ سوال کیا کہ عیسیٰؑ کا تذکرہ قرآن میں ۳۲/ جگہ ہے اور آپ ﷺ کا نام صرف ۴/ جگہ پر ہے۔ اس لئے عیسیٰؑ، حضرت محمد ﷺ سے افضل ہوئے ہم ان کو کیا جواب دیں؟**

جواب: حضرت عیسیٰؑ تاریخ میں گزرے ہوئے ایک نبی ہیں، ان کے بارے میں اگر کچھ بتانا ہو تو نام ذکر کرنا پڑے گا، لیکن آپ ﷺ قرآن کے مخاطب شخص ہیں، اس لئے ''آپ ﷺ'' کو ایسے الفاظ میں قرآن مجید میں سیکڑوں مرتبہ اللہ تعالیٰ نے مخاطب کیا ہے۔ اس کے علاوہ کئی جگہ آپ کو نام کی جگہ آپ کے لقب سے بھی یاد کیا گیا ہے، جیسے طٰہٰ، یٰسین، مدثر، مزمل وغیرہ، دراصل کثرت ذکر کسی کی فضیلت کی دلیل نہیں ہے۔ کیونکہ اگر اس کو معیار مانا جائے، تو موسیٰؑ کا نام تقریباً ۱۳۷ مرتبہ مذکور ہے۔ جو یہ ثابت کرتا ہے موسیٰؑ، عیسیٰؑ سے زیادہ افضل ہیں۔

نام سے مخاطب کرنے پر آدمی کی فضیلت نہیں بڑھتی، اگر بڑھتی بھی تو آپ ﷺ کا نام قرآن میں زیادہ ہے، اللہ تعالیٰ کے کسی شخص کو خاص مقام دینے سے اس کا مقام بڑھتا ہے، اس حیثیت سے بھی آپ ﷺ کا مقام تمام انبیاء رسل سے افضل ہے

سوال: **غیر مسلموں کو دعوت دینے پر**

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

زور دیا جا رہا ھے یہی زور مسلمانوں پر جو شرک و بدعت میں ڈوبے ہوئے ہیں ان پر کیوں نہیں دیا جا رہا ھے ؟

جواب: فرض کرلیں آپ رمضان شریف میں کسی بستی میں گئے، وہاں کے تمام مسلمان اگر رمضان کے پورے روزے رکھتے ہیں لیکن ان میں سے ایک مسلمان بھی نماز نہیں پڑھتا ہے؟ ایسی صورت میں آپ کیا کریں گے؟ اسی طرح امت کی اصلاح اور دعوت یہ دونوں ہمارے فرائض ہیں، لیکن امت کی پوری طاقت و قوت صرف مسلمانوں کی اصلاح پر لگ رہی ہے، ایسی صورت میں آپ کیا کریں گے؟ لہٰذا ایسی صورت میں امت کو دعوت کی طرف توجہ دلانے پر ہی زور دیا جانا چاہیے۔ واللہ اعلم بالصواب

سوال: **بھارت میں دعوتی کام کو عام کرنے کے لئے کیا کرنا چاہیے؟**

جواب: انڈیا میں دعوتی کام کو عام کرنے کے لئے چند چیزوں کو انجام دینا ضروری ہے: وہ یہ ہیں کہ امت کے عام افراد کو زیادہ سے زیادہ داعی بنانے کا کام عام کردیا جائے۔ اس کے لئے جگہ جگہ دس دن کے کیمپوں کا اہتمام کیا جائے۔ اور دُعاۃ کی تعداد کو زیادہ سے زیادہ بڑھایا جائے۔ واللہ اعلم بالصواب

سوال: **کیا اس دور میں خواتین بھی دعوت کا کام کر رہی ہیں؟**

جواب: دعوتی کام خود مرد حضرات میں اب شروع ہو رہا ہے۔ کچھ عرصہ کے بعد عورتوں میں بھی شروع ہوسکتا ہے۔ اس کا طریقہ یہ ہے کہ: آپ لوگ مدرسہ سے فارغ ہونے کے بعد دعوتی جذبہ رکھنے والی عورتوں سے شادی کریں کیوں کہ ان کے ذریعہ عورتوں میں بھی دعوتی کام کیا جاسکتا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب

سوال: **کیا ایک غیر مسلم کو کلمہ پڑھادینے سے ہماری ذمہ داری ختم ہو جائے گی؟**

جواب: ایک غیر مسلم کو صرف کلمہ پڑھا دینے سے ہی ہماری ذمہ داری ختم نہیں ہوجاتی۔ بلکہ ہماری ذمہ داری قرآن وحدیث کی روشنی میں درج ذیل ہے :

۱) اسلام کی تبلیغ کرنا۔

۲) اسلام کی طرف دعوت دینا۔

۳) اگر اسلام قبول کرنے پر تیار ہو تو اس کو کلمہ پڑھانا۔

۴) قبولِ اسلام کے بعد اس کا تزکیہ کرنا جیسے وضو، نماز، نجاست سے پاک ہونے کا طریقہ، وضع قطع کو درست کرنا، مسلمانی نام رکھنا، تزکیہ سے مراد یہ ہے کہ اس کو دیگر مسلمانوں کی طرح بنا دینا، اس کے مسائل میں ساتھ دینا وغیرہ۔

۵) اور اسے قرآن وسنت سکھانے کا انتظام کرنا۔ واللہ اعلم

سوال: **بس کے ایک مختصر سفر میں اگر کسی غیر مسلم سے ملاقات ہو جائے تو کم از کم وقت میں اسے کیا بات بتائی جائے ؟**

جواب: کم سے کم وقت میں اسے یہ بتانا ہے کہ مجھے اور آپ کو کس نے پیدا کیا ہے؟ اکثر ہندو اس سوال کا جواب اوپر انگلی اٹھا کر دیتے ہیں، اوپر والا۔ پھر ان سے سوال کریں: ”زمین و آسمان کو کس نے بنایا؟“ تب بھی وہ پہلے کی طرح آسمان کی طرف ہاتھ اٹھا کر جواب دے گا کہ ”اوپر والا“

تب اس کو بتائیں کہ وہ اوپر والا چاہتا ہے کہ سارے کے سارے انسان اسی کی عبادت، اُپاسنا اور بندگی کریں۔ اس سے اس کے دل میں توحید کی ایک چنگاری ضرور پیدا ہو جائے گی۔

واللہ اعلم بالصواب

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

نسیم ہدایت کے جھونکے

ڈاکٹر الفریڈ ہوف مین
ایک ملاقات

پیشکش: اعجاز عبید صاحب

میں نے اسلام کیوں قبول کیا؟ اس کا جواب دینا بہت مشکل ہے۔ ویسے اس کا صحیح جواب یہ ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی توفیق پر منحصر ہے۔ یہ سوال ایسا ہے جیسے کسی شوہر سے پوچھا جائے کہ وہ اپنی بیوی سے کیوں محبت کرتا ہے یا اسی طرح بیوی سے دریافت کیا جائے کہ وہ اپنے شوہر سے کیوں محبت کرتی ہے، تو اس کا کوئی منطقی جواب نہیں دیا جاسکتا۔ پھر بھی میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ میرے قبول اسلام کے بہت سارے اسباب ومحرکات تھے۔ میں ۱۹۳۰ئمیں ایک راسخ العقیدہ کیتھولک عیسائی گھرانے میں پیدا ہوا۔ اسوقت جرمنی میں نازی حکومت تھی۔ دوسری عالمی جنگ اپنے شباب پر تھی۔ جرمنی برطانیہ اور امریکہ وغیرہ سے برسرپیکار تھا اور وہاں بی بی سی سننے کی سزا موت تھی۔

میں طلبہ کی ایک خفیہ عیسائی تنظیم Jesuits سے وابستہ ہو گیا، اس کے ممبران میں تقریباً 80 فیصد طلبہ ایسے تھے جو اپنی کلاس میں نمایاں تھے، ہم تنظیم کے پلیٹ فارم سے خفیہ عیسائیت کی تبلیغ کر رہے تھے، جب ہٹلر کی فوجیں جنگ میں ناکام ہوئیں اور امریکی فوجیں ہمارے شہر میں داخل ہوئیں تو لگتا تھا کہ موت ہمارے ساتھ ساتھ ہے، اس کی وجہ سے میرے اس یقین میں اضافہ ہوا کہ موت کبھی بھی آسکتی ہے۔

ایک کیتھولک راسخ العقیدہ گھرانے میں پیدائش کے باوجود عیسائی عقائد میرے حلق سے نیچے نہیں اتر رہے تھے، تین خداؤں کا عقیدہ، مریم کا خدا کی ماں ہونا، پیدائشی گناہ گار ہونا یا آدم نے جو گناہ کیا، اس کا بوجھ ہر انسان کو اٹھانا اور انسانوں کو گناہوں سے نجات دلانے کے لیے عیسیٰ کا صلیب پر چڑھنا، یہ سب عقائد میری سمجھ میں نہیں آتے تھے۔ ان کے مقابلہ میں مجھے اسلامی عقائد اور تعلیمات مدلل اور معقول معلوم ہوتے تھے۔ جب میں اپنے بزرگوں اور اساتذہ سے ان کے بارے میں دریافت کرتا تو ان کا جواب یہ ہوتا کہ یہ سب راز ہیں، بس ان پر عقیدہ رکھنا چاہیے۔ میں ان سے کہتا تھا کہ میں ان پر یقین کرنے کے لیے تیار ہوں، لیکن وہ میری سمجھ میں تو آئیں۔ میں سوچتا تھا کہ کیا اللہ تعالیٰ کے پاس انسانیت کو راہ راست پر لانے کے لیے اس کے علاوہ کوئی طریقہ نہیں تھا کہ اس نے ایک بچے کو جنم دیا، پھر اسے ذلت کے ساتھ صلیب پر چڑھا دیا، اس طرح سے اس نے انسانوں کی معافی کا انتظام کیا۔ ایک اور بات یہ ہے کہ عیسائیت اس کا دعویٰ کرتی ہے کہ وہ محبت پر مبنی ہے، جب کہ میں نے دیکھا کہ اکثر عیسائیوں کا طرز عمل اس سے میل نہیں کھاتا۔

جرمنی میں ابتدائی تعلیم کے بعد میں اعلیٰ تعلیم کے حصول کے لیے امریکہ گیا، اور وہاں سماجیات کا مطالعہ کیا، امریکہ میں قیام کے دوران میں اکثر شام کو سڑکوں پر دوڑتی ہوئی کاروں سے لفٹ لیتا اور مختلف مقامات کی سیر کرتا تھا۔ ایک دن میں جس کار میں بیٹھا تھا، اس کی شدید ٹکر دوسری کار سے ہوگئی، لیکن اللہ تعالیٰ نے مجھے بچا لیا، اس وقت ڈاکٹروں نے مجھ سے کہا کہ اللہ تعالیٰ تم سے کوئی کام لینا چاہتا ہے، ورنہ ممکن نہیں تھا کہ تم اس حادثے میں بچ جاتے، اس سے میرے اس یقین میں اضافہ ہوا کہ جو کچھ کرتا ہے، اللہ کرتا ہے، پھر میرے پیشاب میں کچھ خرابی پیدا ہوگئی، اس کا انکشاف اس وقت ہوا جب میں جرمنی میں فارن سروسز میں شامل ہوا اور مجھے سعودی عرب جانے کے لیے کہا گیا، چیک اپ کے بعد

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

ڈاکٹروں نے بتایا کہ مجھے کینسر ہوسکتا ہے، حالانکہ یہ بات صحیح نہیں تھی، میری کیتھولک بیوی اس سے قبل کینسر سے مرچکی تھی، پھر بھی میں پریشان نہیں ہوا اور اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرتے ہوئے صبر سے کام لیا۔ کچھ باتوں کی وجہ سے مجھے ایک گردے سے محروم ہونا پڑا، اس وقت بھی میں نے یہی سوچا کہ یہ بھی اللہ تعالیٰ کی کوئی مصلحت ہے کہ اس نے ایک ایسی بیماری میں مجھے مبتلا کیا اور میرا ایک گردہ نکال دیا گیا۔

فارن سروس کے دوران مجھے الجزائر جانے کا موقع ملا، وہاں میں ایک خاص مشن پر تھا۔ اس وقت الجزائر فرانس کے ماتحت تھا اور فرانس میں سامراجیت وہاں کے لوگوں پر بے پناہ ظلم کررہی تھی، جو ناقابل بیان ہے۔ ہر ماہ وہاں ایک ہزار افراد فوجیوں کی گولیوں سے بھون دیے جاتے تھے۔ پھر بھی میں نے دیکھا کہ وہاں کے لوگوں کو اللہ تعالیٰ پر بہت اعتماد ہے (واضح رہے کہ الجزائر کو ساٹھ کی دہائی میں آزادی ملی) ایک بار ایک ٹیکسی ڈرائیور نے مجھ سے کہا کہ ہماری آبادی ایک کروڑ ہے، اگر یہ لوگ ہم میں سے دس بیس لاکھ یا اس سے زیادہ افراد کو بھی مار ڈالیں، تب بھی ہم آزادی کی مانگ سے باز نہیں آئیں گے اور صبر وثبات اور اللہ پر اعتماد کی جو قوت ہمارے اندر ہے، وہ ختم نہیں ہوسکتی۔ وہاں کے لوگوں کی ایمانی قوت نے مجھے بہت متاثر کیا، میں نے وہاں یہ بھی دیکھا کہ کیتھولک عیسائی ہونے کی وجہ سے اللہ، وحی، آخرت، فرشتوں اور اخلاقی اصولوں کے بارے میں میرے جو عقائد ہیں، ویسے ہی عقائد ان کے بھی ہیں، اسی دوران رمضان کا مہینہ آیا اور مجھے قرآن مجید کا فرانسیسی ترجمہ پڑھنے کو ملا، جو اگرچہ معیاری نہیں تھا، پھر بھی اس سے میں بہت متاثر ہوا۔ قرآن مجید کے مطالعے کے دوران میں مجھے وہ آیت ملی، جس میں کہا گیا ہے کہ کوئی دوسرے کے گناہوں کا بوجھ نہیں اٹھائے گا۔ اس آیت پر میں غور کرتا رہا۔ ایک بار جب میں جنوبی الجزائر کے ایک نخلستان میں مقیم تھا تو میں نے وہاں ایک شخص سے اس آیت کا مطلب پوچھا، اس نے کہا کہ یہ آیت دو افراد کے درمیان معاملے پر روشنی نہیں ڈال رہی ہے، بلکہ اسلام کے بنیادی اصول کو پیش کررہی ہے کہ کوئی شخص نہ تو دوسرے کے گناہوں کا ذمہ دار ہے اور نہ اس کا بوجھ اٹھائے گا۔ آدم کا گناہ منتقل ہوتا ہوا کسی دوسرے انسان تک نہیں پہنچا ہے، ہر انسان اپنے عمل کا خود ذمہ دار ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ خدا اور بندہ کے درمیان کسی وسیلے کی ضرورت نہیں ہے۔ اس طرح میرے سامنے یہ حقیقت واضح ہوگئی کہ عیسائیت پوری کی پوری مفروضات پر قائم ہے۔ پھر مجھے محسوس ہوا کہ امت مسلمہ میں صاحب ایمان آزاد لوگ ہیں، ان میں ہر شخص ذمہ دار ہے اور عیسائیت میں موجود علاقائی تعصب سے پاک ہے، غرض یہ کہ قرآن مجید کی اس تعلیم نے مجھ پر گہری چھاپ چھوڑی کہ کوئی دوسرے کے گناہوں کا بوجھ نہیں اٹھائے گا، جبکہ عیسائیت کی تعلیم ہے کہ انسان آدم کے گناہ کا بوجھ اٹھاتا ہے اور عیسیٰ نے تو انسانوں کے گناہوں کا بوجھ اٹھایا ہے۔ گناہوں سے نجات اور پیدائشی گناہ گار ہونے کے بارے میں میرے جو اشکالات تھے، ان کا جواب قرآن میں مل گیا اور میں نے دل سے اسلام کو اپنا لیا۔

اس کے بعد میں نے صحیح البخاری، صحیح مسلم، جامع الترمذی، سنن ابی داؤد وغیرہ حدیث کی کتابوں، ابن کثیر کی تفسیر، امام طبری کی تاریخ، ابن سینا، ابن رشد اور ابن خلدون وغیرہ کی کتابوں کا مطالعہ کیا اور اسلام میرے دل و دماغ میں داخل ہوتا گیا۔ اس وقت مجھے ایسا محسوس نہیں ہورہا تھا کہ میں اپنے آبائی مذہب کو چھوڑ کر دوسرے مذہب کی طرف جارہا ہوں، بلکہ ایسا محسوس ہورہا تھا کہ میری گھر واپسی ہے۔ میں بھٹکا ہوا تھا، اب میری اصل منزل مل گئی، اسی زمانے میں جب میرا لڑکا اٹھارہ سال کا ہوا تو میں نے اس سے کہا کہ تمھاری اٹھارہویں سالگرہ پر تمھیں ایک ایسی چیز تحفے میں دوں گا، جس کی مادی اہمیت تو کچھ بھی نہیں ہے، لیکن وہ بیش قیمت تحفہ ہوگا، جو میری اب تک کی زندگی کے تجربات و مشاہدات اور تاثرات پر مشتمل ہوگا، پھر میں نے عقائد کے

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

بارے میں جو کچھ سمجھا تھا اور جس نتیجے پر پہنچا تھا، وہ چودہ صفحات پر مرتب کر کے اسے اٹھارہویں سال گرہ پر تحفے میں دیا۔ جب 1980ء میں جرمنی کے محکمہ خارجہ نے اسلام کے موضوع پر ایک سیمینار کا انعقاد کیا تو اس میں میں نے وہ مضمون پڑھا۔ اس سیمینار کا مقصد جرمن سفارت کاروں کو دین اسلام اور مسلم ملکوں کے حالات سے واقف کرانا تھا، اسی دوران میری ملاقات ایک مصری امام سے ہوئی، ان سے میں نے کہا کہ میں اسلام سے ہمدردی رکھتا ہوں اور میں نے انھیں مضمون پڑھنے کو دیا۔ انھوں نے کہا کہ چودہ صفحات پر مشتمل تمھارا یہ مضمون یہ ظاہر کرتا ہے کہ تم مسلمان ہو چکے ہو، یہ سن کر مجھے خوشی ہوئی، پھر انھوں نے مجھ سے پوچھا کہ تم نے اس مضمون میں جو کچھ لکھا ہے، کیا تم اس پر یقین رکھتے ہو؟ میں نے کہا: ہاں، پھر میں نے کلمہ شہادت پڑھ کر اپنے مسلمان ہونے کا اعلان کر دیا۔

جب میں نے Diary of German Muslim لکھی اور اسے جرمنی کے محکمہ خارجہ کو دکھایا تو اس کا اچھا ردعمل تھا۔ محکمے نے اسے بہت پسند کیا اور کہا چونکہ جرمنی کے بہت سارے سفیر مسلم ممالک میں ہیں، اس لیے ان سب کو اسلام سے واقف ہونا چاہیے۔ اسلام کے بارے میں یہ بہت اچھی کتاب ہے، پھر محکمے نے حکم دیا کہ یہ کتاب مسلم ممالک میں موجود جرمنی کے تمام سفرا کو مطالعے کے لیے بھیج دی جائے اور ایسا ہی کیا گیا۔ تمام سفرا نے کتاب کو پسند کیا اور تعریف کی۔ اس کے بعد میں سولہ ممالک کی تنظیم ناٹو (NATO) کے محکمہ اطلاعات کا ڈائرکٹر بن گیا۔ ناٹو کے مرکزی دفتر میں سالانہ تقریباً تیس ہزار لوگ معائنے کی غرض سے آتے تھے۔ انھیں ہم فلم دکھاتے، ناٹو کی کارروائیوں سے آگاہ کرتے، ان کے ساتھ دوپہر کے کھانے میں مجھے ہمیشہ شریک ہونا پڑتا تھا تو میں پلیٹ اور چمچہ لے کر خاموشی کے ساتھ ایک گوشے میں بیٹھ جاتا، کھاتا نہیں تھا، لوگ پوچھتے کہ کیا تم بیمار ہو؟ میں جواب دیتا: نہیں، میں مسلمان ہوں۔ بغیر حلال کیے جانور یا دیگر ناپاک چیزیں نہیں کھاتا ہوں اور جب رمضان کا مہینہ آتا تو میں کہتا کہ روزے سے ہوں۔ ظہرانے کے دوران اسلام اور مسلمانوں پر گفتگو ہوتی رہتی تھی، اس کے بعد میرا تقرر الجیریا میں جرمنی کے سفیر کی حیثیت سے ہوا۔ اس تقرر سے پہلے محکمہ خارجہ میں یہ بحث ہوتی رہی کہ کیا ایک عیسائی ملک کا سفیر ایک مسلم بھی ہوسکتا ہے؟ آخر کار حکومت جرمنی نے فیصلہ کیا کہ کوئی جرمنی شہری کوئی بھی مذہب اختیار کر سکتا ہے اور جرمنی کا سفیر بھی بن سکتا ہے۔

اس دوران فوکایامہ نے End of History کے نام سے اپنی کتاب لکھی۔ اس میں اس نے بڑی خوش اسلوبی سے بتایا کہ اب انسانیت کی تاریخ آخری دور میں داخل ہو چکی ہے، اس کا زوال ہو چکا ہے اور اب کوئی ایسا نظریہ نہیں بچا ہے، جو انسانیت کو بچا سکے، دنیا تباہی کے دہانے پر کھڑی ہے۔ سوویت یونین کا بکھراؤ، کمیونسٹ نظریئے کی ناکامی، مغرب کا اخلاقی زوال اور سرمایہ دارانہ نظام کا استحصال وغیرہ اس کتاب کے اہم موضوعات تھے۔ کتاب میں یہ بھی بتایا گیا کہ اب دنیا میں جمہوریت، ماڈرنزم اور سیکولرزم کا وجود رہ گیا ہے۔ کتاب پڑھنے کے بعد میں نے یہ طے کیا کہ اس کتاب کا جواب ضرور دوں گا، چنانچہ اس کے جواب میں، میں نے Islam the Alternative لکھنا شروع کیا اور دن رات ایک کر کے تین ہفتے کے اندر اسے تیار کر دیا۔ اس کتاب میں میں نے یہ بتایا کہ تاریخ ختم نہیں ہوئی، بلکہ اسلام انسانیت کا نجات دہندہ ہونے کی وجہ سے موجودہ نظام کی ناکامی کے بعد واحد متبادل ہے اور موجودہ دنیا کو تباہی سے صرف اسلام ہی بچا سکتا ہے۔ پوری دنیا کو اسلام کے بارے میں غور وخوض کرنا چاہیے، اسلام فرد اور سماج کے تمام مسائل کا واحد حل ہے۔ یہ ایک اللہ کا دین ہے، جو انسانی فطرت کے مطابق ہے، اسے اسی اللہ نے بنایا ہے جس نے انسانوں کو پیدا کیا ہے۔ اس کتاب کو میں نے آٹھ پبلشرز کے پاس بھیجا۔ دو نے شائع کرنے پر رضامندی ظاہر کی اور ایک کے ساتھ میں نے معاہدہ کر لیا۔ جرمنی کے ایک

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

اہم پبلشر نے 1992ء کے موسم بہار میں کتاب شائع کی۔

کتاب کا بازار میں آنا تھا کہ ہر طرف سے مذمت ہونے لگی۔ پریس ہاتھ دھو کر میرے پیچھے پڑ گیا۔ اخبارات کے پہلے صفحے پر میری مذمت کی جانے لگی اور یہ لکھا جانے لگا کہ یہ شخص کہتا ہے کہ چور کے ہاتھ کاٹے جائیں، زانیوں کو سنگسار کیا جائے، بے چاری ہوف مین کی بیوی کی تین سوتنیں آئیں گی۔ محکمہ خارجہ میں خطوط کا انبار لگ گیا، جن میں میری اور میری کتاب کی خوب مذمت کی گئی۔ جب ہنگامہ زیادہ ہوا تو وزیرِ خارجہ نے اپنے تین معاونین کی مدد سے کتاب کا گہرا مطالعہ کیا اور اپنی رائے ظاہر کرتے ہوئے کہا کہ کتاب میں کوئی قابل اعتراض بات نہیں ہے۔ اسلام کو Objective طریقے سے پیش کیا گیا ہے۔ یہ کتاب اسلام کا تعارف کرانے والی ہے اور جرمنی کے ہر شہری کا یہ بنیادی حق ہے کہ وہ ہندو، مسلم، بدھ اور عیسائی جو کچھ بننا چاہے، بنے اور جس مذہب پر چلنا چاہے، چلے۔ لیکن اخبارات کے حملے جاری رہے اور وہ لکھتے رہے کہ ایک جرمن سفیر لوگوں کو خودکشی کی ترغیب دے رہا ہے۔ دراصل ہوا یہ تھا کہ ایک شخص نے چار ہفتے تک میرے پاس کام کیا، پھر کسی وجہ سے خودکشی کر لی۔ وہ خودکشی بلا وجہ میرے کھاتے میں ڈال دی گئی۔ اسی طرح اخبارات نے یہ لکھا کہ اس شخص نے سفارت خانے کی خواتین اسٹاف کو اسکارف اڑھا دیا ہے، حالانکہ یہ بات بھی غلط تھی۔ جہاں میں تھا، وہاں مسلم خواتین سر کو نہیں ڈھانکتی تھیں تو دیگر تمام جرمن خواتین سر کیسے ڈھانکیں گی۔

یہ اتفاق تھا کہ میری مذکورہ کتاب ایسے وقت میں منظر عام پر آئی جب سلمان رشدی کی بدنام زمانہ کتاب "SATANIC VERSES" (شیطانی آیات) کے خلاف ہنگامہ جاری تھا اور اس سے ایک سال قبل مغربی ممالک نے عراق پر حملہ کیا تھا۔ ان حالات میں یہ کتاب کافی مقبول ہوئی، غرض یہ کہ یہ وہ حالات ہیں، جن میں میں نے اسلام قبول کیا۔

نعت شریف

حَفیظؔ مَحمُود بُلند شہری

آپؐ کی آمد سے سمٹا تیرگی کا دائرہ
اور دنیا بھر میں پھیلا روشنی کا دائرہ

خطّہ خطّہ نیکیوں کو ، خیر کو ، وسعت ملی
اور سمٹتا ہی گیا شر کا ، بدی کا دائرہ

آپؐ محفل میں نظر آتے تھے پیکر نور کے
اور صحابہؓ ایسے جیسے روشنی کا دائرہ

آپؐ کے پیغامِ حق کو عام کرنے کے لیے
ساری دنیا ہے جہادِ زندگی کا دائرہ

سب ستاروں میں ضیا ہے سب کا ہے اپنا مدار
مستقل روشن ہے اصحابِ نبی کا دائرہ

ساقیِ عرفاں نے یوں سیراب پیاسوں کو کیا
کم ہوا بڑھتی ہوئی تشنہ لبی کا دائرہ

اس کی وسعت ہے فقط علمِ الٰہی میں حفیظؔ
کیا کرے گا طے کوئی نعتِ نبیؐ کا دائرہ

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

کتابیں اپنے آباء کی

قسط (۲۰)

ظفر الأمانی بشرح مختصر السید الشریف الجرجانی

از: امام محدث فقیہ مولانا محمد عبد الحی لکھنوی

❖ مطیع الرحمٰن عوف ندوی ❖ 9794714117

ہندوستان کے جو علمی ادبی اور اسلامی مراکز پوری دنیا میں شہرت یاب ہوئے ان میں فرنگی محل عظمت ورفعت کی ایسی بلندیوں سے ہم کنار رہا کہ ہندوستان کی تاریخ میں کسی کو یہ مرتبہ حاصل نہیں ہوا، خاندانِ فرنگی محل کے ملّا نظام الدین شہیدؒ کے درس نظامی کی شہرت ملک کے احاطوں کوعبور کرکے دنیائے اسلام کے مدارس وجامعات تک پہنچی، اسی طرح اس خانوادہ کے فردفرید، عالم ربانی فقیہ دوراں مولانا عبدالحی فرنگی محلی کی تصنیفات نے بھی علم وفن کے میدان میں اپنے فضل وکمال کا سکہ جمایا، جب کہ مولانا عبدالحی فرنگی محلی کی عمر صرف چار دہائی تک ہی محدود رہی لیکن ان کے کارنامے صدیوں پر محیط ہیں، انہوں نے اپنی درسی مشغولیات،ضعف وناتوانی اوراخیر عمر میں بے شمار امراض کے باوجود سو سے زائد کتابیں تصنیف کیں ،اور بے شمار علماء وفقہاء تیار کئے جنھوں نے ملک کوعلم وعمل اورفن وادب کی دولت سے مالا مال کیا۔

اس وقت زیر موضوع کتاب علامہ ہی کی تصنیف ہے جو سید شریف جرجانی کی مختصر کی شرح ہے، جسے انھوں نے ''ظفر الأمانی'' کے نام سے مرتب کیا اور جو اصول حدیث کی ایک معتبر اور شہرت یافتہ کتاب ہے۔

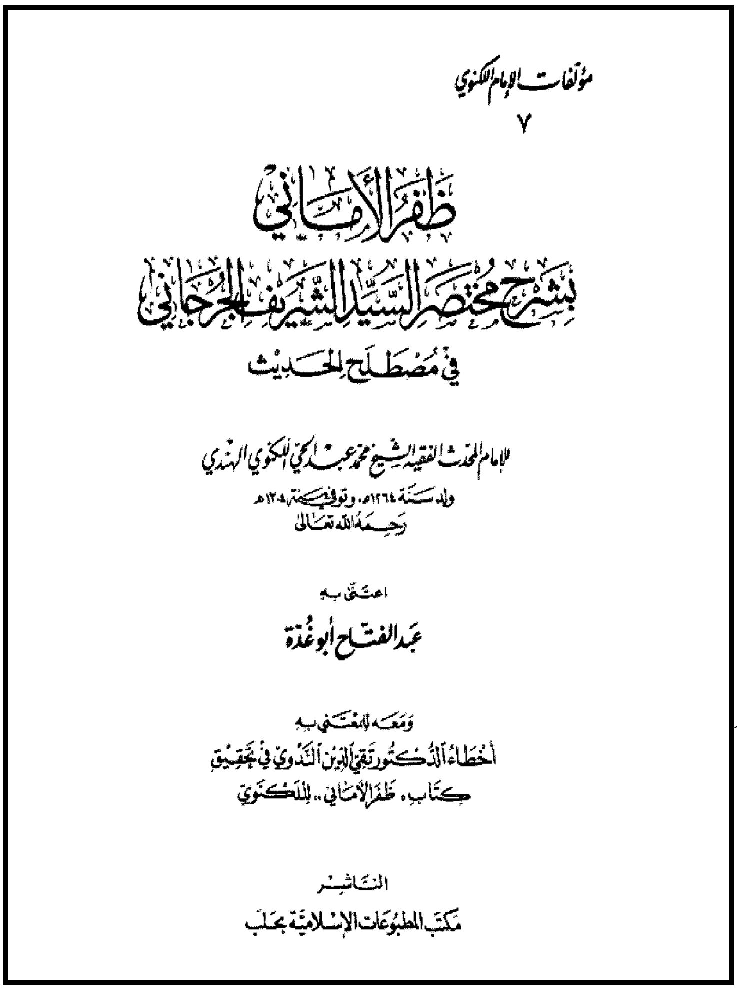
مؤلفات الإمام اللكنوي
٧
ظفر الأماني
بشرح مختصر السيد الشريف الجرجاني
في مصطلح الحديث
للإمام المحدث الفقيه الشيخ محمد عبد الحي اللكنوي الهندي
ولد سنة ١٢٦٤هـ، وتوفي سنة ١٣٠٤هـ
رحمه الله تعالى
اعتنى به
عبد الفتاح أبو غدة
ومعه للمعتني به
أخطاء الدكتور تقي الدين الندوي في تحقيق
كتاب «ظفر الأماني» للكنوي
الناشر
مكتب المطبوعات الإسلامية بحلب

اس کتاب کے تین ایڈیشن منظر عام پر آئے، سب سے پہلا ایڈیشن لکھنؤ سے ۱۳۰۴ھ میں مطبع چشمہ فیض سے طبع ہوا، جسے شیخ خادم حسین عظیم آبادی اور شیخ نادر حسین کے تعاون و اہتمام سے شائع کیا گیا۔

دوسرا ایڈیشن مرکز جمعہ الماجد دبئ نے ۱۴۱۵ھ میں طبع کیا، جس پر مولانا تقی الدین ندوی، استاد حدیث جامعہ امارات العربیہ المتحدہ کی تحقیق و مراجعت ہے، اور مفکر اسلام مولانا سید ابوالحسن ندوی کا مقدمہ ہے، یہ ایڈیشن ۵۷۳ صفحات پر مشتمل ہے، مولانا تقی الدین ندوی نے اس کتاب کے آغاز میں مقدمہ تحریر کیا ہے، شیخ سید شریف جرجانی کے احوال زندگی قلم بند کئے ہیں، اور نزھۃ

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

الخواطر سے مولانا عبدالحی لکھنوی کے مختصر حالات زندگی کو شامل کیا ہے، اس کے بعد اس کتاب یعنی ظفر الامانی کا تعارف کرایا ہے، سبب تالیف تحریر کرنے کے ساتھ ساتھ کتاب کی افادیت واہمیت کو بھی اجاگر کیا ہے اور پھر مولانا تقی الدین ندوی صاحب نے اس کتاب میں تحقیق ومراجعت کے سلسلہ میں جو خدمات انجام دی ہیں، ان کی تفصیل ہے۔ کتاب کے اخیر میں آیات قرآنیہ، احادیث نبویہ، اعلام ومصادر ومراجع اور موضوعات کا انڈکس واشاریہ اور مضامین کی فہرست ہے جس نے کتاب کی افادیت کو دوچند کردیا ہے۔

تیسرا ایڈیشن عالم اسلام کی معروف ہستی علامہ عبدالفتاح ابوغدہ کی تحقیق وتعلیق کے ساتھ ۱۴۱۶ھ میں بیروت سے شائع ہوا، جس کے ناشر کی حیثیت سے مکتب المطبوعات الاسلامیہ حلب کا نام درج ہے۔

اس ایڈیشن کا آغاز شیخ عبدالفتاح ابوغدہ کے مقدمہ سے ہوتا ہے، انہوں نے اس میں ذکر کیا ہے کہ میں اس کتاب کو ۱۴۰۴ھ میں تیار کرچکا تھا، لیکن بعض اسفار اور مشغولیات کی وجہ سے ۱۴۱۳ھ تک یہ ایڈیشن طباعت سے مؤخر ہوتا گیا۔ ۱۴۱۵ھ میں یہ کتاب طبع ہونے والی ہی تھی کہ انہیں علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کے کتب خانہ میں ایک مخطوطہ کا علم ہوا، چنانچہ انہوں نے اس سے موازنہ کو بھی ضروری سمجھا، لیکن دونوں نسخوں میں بہت معمولی فرق نظر آیا، اس دوران مولانا تقی الدین ندوی صاحب کا تیار کردہ نسخہ منظر عام پر آگیا، اور علامہ عبدالفتاح ابوغدہ نے بہ نظر غائر اس جدید ایڈیشن کا مطالعہ کیا، اور اس ایڈیشن کے اغلاط نامہ کے ساتھ ۱۴۱۶ھ میں اپنی کتاب کو شائع کیا، علامہ نے اس کتاب کے نام میں بھی معمولی تبدیلی کی ہے۔ مولانا تقی الدین ندوی نے ظفر الامانی فی مختصر الجرجانی کے نام سے اس کو طبع کیا ہے جب کہ شیخ ابوغدہ نے ظفر الامانی بشرح مختصر السید الشریف الجرجانی فی مصطلح الحدیث کے نام سے اس کو طبع کیا ہے، اس نام سے کتاب کا موضوع بھی واضح ہوجاتا ہے نیز مختصر جرجانی کی شرح ہونے کی بھی وضاحت ہوجاتی ہے، جب کہ ظفر الامانی فی مختصر الجرجانی سے کتاب کے فن اور اس کے شرح ہونے کا علم نہیں ہوپاتا، شیخ ابوغدہ نے کتاب کے سرورق پر یہ بھی وضاحت کردی ہے کہ اس ایڈیشن میں ایک مستقل ضمیمہ بھی شامل ہے جس میں سابق ایڈیشن کی اغلاط کو بھی نشان زد کیا گیا ہے، جسے انہوں نے "اخطاء الدکتور تقی الدین الندوی فی تحقیق کتاب ظفر الامانی للکھنوی" کی عبارت کے ساتھ سرورق پر تحریر کیا ہے، یہ اغلاط نامہ اس طباعت کے خاتمہ پر صفحہ ۷۱۹ سے ۸۰۱ پر مشتمل ہے، یعنی یہ ۸۲ صفحات ہیں جب کہ اس سے قبل شیخ نے اس اغلاط نامہ کا مقدمہ بھی لکھا ہے اور اس اغلاط نامہ میں کس طور کے اغلاط کو نشان زد کیا ہے اس کی وضاحت بھی کی ہے پہلے انہوں نے مقدمہ میں فنی غلطیوں کی طرف اشارہ کیا ہے جو تخریج وتحقیق وغیرہ سے متعلق ہیں، اس کے علاوہ انہوں نے مزید آٹھ طرح کی اغلاط کا بھی ذکر کیا ہے، مثلاً

۱۔ الاخطاء النحویہ (نحوی فروگذاشتیں)

۲۔ الاخطاء اللغویہ (لغوی اغلاط)

۳۔ الاخطاء المطبعیۃ (طباعتی غلطیاں)

۴۔ الاخطاء العلمیۃ (علمی لغزشیں)

۵۔ مخالفۃ الاصل مع کونہ سلیما (صحیح ہونے کے باوجود اصل نسخہ میں تبدیلی)

۶۔ ترک مافی الاصل وابیات الخطأ موضعہ (اصل کی غلط عبارت کو باقی رکھنا)

۷۔ ابقاء اخطاء الاصل من غیر تصحیح فی المتن ولا تنبیہ علیہ فی التعلیق (متن کی غلطیوں کی عدم تصحیح اور نہ ہی اس کی نشان دہی)

۸۔ وجود الاسقاط والحذف والذیادات المفسدۃ للمعنی (طباعت میں معنی ومفہوم کو فاسد کرنے والے حذف، اسقاط اور زیادتیاں)

اس اغلاط نامہ کو کتاب کے صفحہ نمبر (۱) یعنی کتاب کے نام

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

سے شروع کیا گیا ہے، مثلاً ظفر الامانی، فا کے سکون کے ساتھ تحریر ہے، جب کہ یہ غلط ہے اور فا کے فتحہ کے ساتھ صحیح ہے۔

اس طرح اسی صفحہ پر مصنف کا نام ابی الحسنات ۔۔۔ حسنات کو سین کے سکون کے ساتھ ضبط کیا گیا ہے جب کہ صحیح فتحہ ہے، اس طرح اللکنوی کے اعراب پر بھی کلام ہے۔

پھر اس صفحہ پر محقق کے نام الدکتور تقی الدین سے بحث کی ہے کہ تقی یا کے بالضبط سکون کے ساتھ تحریر ہے جب کہ اس کا اعراب ضمہ ہے وغیرہ وغیرہ۔

اغلاط کا یہ ضمیمہ ۸۴ صفحات پر مشتمل ہے جب کہ پوری کتاب ۸۰۴ صفحے کی ہے۔

شیخ عبدالفتاح کی تحقیق اور تخریج کی وجہ سے یہ ایڈیشن علمی و تحقیقی حلقوں کے لئے خاصے کی چیز ہے، خاص طور سے محقق نے اصل اور متن میں ہونے والے سہو اور اغلاط کی جانب بھی مکمل رہنمائی کی ہے۔

اس کتاب ظفر الامانی کا مزید ایک ایڈیشن Net پر Fonlabook.com پر بھی بلا قیمت دستیاب ہے، جو بڑی تقطیع کے ۱۶۶۲ صفحات پر مشتمل ہے۔

ظفر الامانی دراصل شرح ہے محقق جلیل علامہ سید شریف علی بن محمد بن علی حسینی جرجانی (م ۸۱۶ھ) کی مختصر کی، اور یہ مختصر علامہ طیبی حسین بن محمد بن عبداللہ طیبی عراقی (م ۷۴۳ھ) کی تصنیف ''الخلاصۃ فی اصول الحدیث کا اختصار ہے، اس کے علاوہ اس کتاب میں ''مقدمہ ابن صلاح، تقریب النووی، مختصر ابن جماعۃ: المنھل الروی'' خلاصۃ الطیبی اور مقدمہ شرح مشکوٰۃ کی تلخیص بھی شامل ہے مختصر کی اس اہمیت کے پیش نظر اس کی شرح کی بہت سخت ضرورت تھی، چنانچہ علامہ عبدالحی لکھنوی نے اس عظیم خلا کو پر کیا، یہ شرح اس موضوع پر تصنیف شدہ بے شمار تصنیفات میں ممتاز مقام رکھتی ہے، جس میں فن کی عظمت کے ساتھ ساتھ شارح کی دقیقہ سنجی، تحقیق و تدقیق کی مہارت، بحث و تحقیق میں ان کے امتیاز نے شرح کو مزید مفید اور اہمیت کا حامل بنا دیا ہے۔

کتاب کے مقدمہ میں شیخ عبدالفتاح ابوغدہ نے ''بعض مزایا ھذا الشرح' کے عنوان کے تحت اس شرح کی خصوصیات و امتیازات کو بھی تحریر کر دیا ہے۔ اس کتاب کی اہمیت اور افادیت کو سمجھنے کے لئے یہ کافی ہے کہ عالم اسلام کی عبقری شخصیت شیخ عبدالفتاح ابوغدہ نے تقریبا دس سال اس کتاب کی تخریج و تعلیق پر کام کیا اور دستیاب نسخوں کے موازنے نیز اصل کی تصحیح کے ساتھ بڑے اہتمام سے اس کو طبع کرایا۔

اسی طرح عالم اسلام کے ایک معتبر ادارہ مرکز جمعۃ الماجد للثقافہ والتراث نے عالم اسلام کے مشہور عالم و محقق مولانا ڈاکٹر تقی الدین ندوی کی تحقیق و تخریج پر مشتمل اس شرح کو پورے اہتمام سے شائع کیا اور اس کی وجہ سے یہ کتاب طالبان علوم نبوت اور فن اصول حدیث سے شغف رکھنے والے پوری دنیا کے افراد تک پہنچی، اور بڑی قدر و منزلت کی نگاہ کے سے دیکھی گئی، نیز اس تحقیق و تخریج پر مفکر اسلام حضرت مولانا ابوالحسن علی ندوی کی تقدیم بھی شامل ہے۔

غیبت

غیبت کرنا ایسا ہی ہے جیسے ... کسی کے ہاتھ میں اپنا کریڈٹ کارڈ تھما دینا کہ ... جس سے ہمارے اکاؤنٹ کی رقم اُس کے ہاتھ میں چلی جائے...

غیبت سے بالکل اسی طرح ہماری نیکیاں دُوسرے کے اعمال نامہ میں ٹرانسفر ہوتی رہتی ہیں۔

ہم سب غیبت سے بچیں اور بچتے رہیں اگر ہم چاہتے ہیں کہ .. ہماری تمام نیکیاں ہمارے اکاؤنٹ میں ہی رہیں...!

ورنہ ... غیبت تو ایسا سنگین گناہ ہے کہ...

ہمارا محنت کر کے، مشقتیں برداشت کر کے بنایا گیا نیکیوں کا اکاؤنٹ سارے کا سارا خالی ہوسکتا ہے...!

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

انفرادی اخلاق
شخصیت کی اسلامی تعمیر
تزکیۂ نفس

پروفیسر محسن عثمانی ندوی

ہر شخص جو مسلمان ہے، اور اپنی نسبت اسلام کی طرف کرتا ہے اس کے لیے لازم ہے کہ وہ اچھا مسلمان بنے اور اسلامی شخصیت کی تعمیر کرے اور تزکیہ نفس کی طرف متوجہ ہو، اس لیے کہ جب تک انسان ان کاموں کا ارادہ نہیں کرتا ہے از خود اسلامی شخصیت کی تعمیر کا کام نہیں ہوتا ہے، بلکہ اس موضوع پر مسلسل غورو فکر کرنے، مطالعہ کرنے، معتمد و معتبر اسلامی شخصیات سے پوچھنے سے وہ طریقے معلوم ہوتے ہیں جن سے تزکیہ نفس کا حصول آسان ہوتا ہے، اور قلب کا زنگ دور ہوتا ہے، معلوم ہونا چاہیے کہ غلط اعمال سے اور گناہوں کے خراب اثرات سے انسان کا دل متأثر ہوتا ہے، اور جس طرح آئینہ زنگ آلود ہوتا ہے اسی طرح انسان کے قلب کو بھی زنگ لگ جاتا ہے، اور گناہ جیسے جیسے بڑھتے جاتے ہیں تو یہ زنگ بھی گہرا ہوتا جاتا ہے، قرآن مجید میں ہے:

كلا بل ران علي قلوبهم ما كانوا يكسبون (المطففين:۱۴) (ہرگز نہیں لیکن زنگ لگ گیا ان کے دلوں میں اس سے جو کچھ کماتے تھے) لیکن انسان تو خطا اور نسیان کا مرکب ہے اس لیے یہ تو ممکن نہیں کہ انسان سے غلطی سرزد نہ ہو اور وہ کبھی کوئی گناہ نہ کرے، اس لیے غلطی اور گناہ کے اثر کو مٹانے کے لیے رسول اللہ ﷺ نے کارآمد نسخہ امت کو بتلایا ہے، اور وہ یہ ہے کہ: اتبع السيئة الحسنة وتمحوها (یعنی غلطی اور برائی کے بعد نیکی کا کام کرو، نیکی اس برائی کو مٹا دیتی ہے) اور خود قرآن مجید میں ہے: ان الحسنات يذهبن السيئات (ہود:۱۱۴) (بلاشبہ نیکیاں برائیوں کو دور کر دیتی ہیں) علماء اور بزرگان دین کا کہنا ہے کہ قرآن مجید کی کثرت سے تلاوت اور موت کو یاد کرنا قلب کے زنگ کو صاف کرنے کے لیے اکسیر صفت دوا ہے۔ شخصیت کی تعمیر کے لئے اعمال صالحہ کے ساتھ معرفت نفس بھی ضروری ہے۔

حدیث میں آتا ہے کہ من عرف نفسه عرف ربه (یعنی جس نے اپنے نفس کی معرفت حاصل کی اس نے اپنے رب کو بھی پہچانا) معلوم ہوا کہ رب کو جاننے اور پہچاننے کے لیے اپنی حقیقت کو سمجھنا بہت ضروری ہے، اور غور و فکر سے انسان اپنی حقیقت کو سمجھ بھی سکتا ہے، انسان کے اندر بہت سے خواص اور عادات انسانوں اور جانوروں کے درمیان مشترک ہیں، جیسے کھانا، پینا، سونا، مبتلائے شہوت ہونا، غصہ ہونا، حملہ آور ہونا وغیرہ۔ یہ صفات اور خصوصیات انسان اور حیوانوں کے درمیان مشترک ہیں، اور اگر صرف ان خصوصیات کو دیکھا جائے تو پھر انسان شیر، چیتا اور بندر کے مانند ہو جاتا ہے، لیکن انسان کے اندر ملکوتی صفات بھی پائی جاتی ہیں، جیسے عبادت کرنا رات کی تنہائی میں نالہ ''یا رب'' بلند کرنا، تسبیح بیان کرنا، توبہ کرنا، عفو درگزر سے کام لینا اور دوسروں کی خدمت کرنا وغیرہ۔ یہ ملائکہ والی صفات ہیں، جانوروں والی صفات انسان کو اس لیے دی گئی ہے کہ انسان اپنی زندگی کی حفاظت کرے، مکر و شر کا مقابلہ کرے، ان صفات کے ذریعے انسان اپنی حفاظت کرتا ہے اور اپنا دفاع کرتا ہے، ملائکہ والی صفات روحانی ترقی کے لیے دی گئی ہیں، اور ان صفات کو حاصل کے کرنے کے بعد انسان فرشتوں کی طرح جنت میں اللہ تعالی کا دیدار کر سکے گا، اس لیے باطن کی طرف توجہ کرنے کی ضرورت ہے شب کی تاریکی کو اشکوں کے کوکب سے روشن کرنے کی ضرورت ہے اور ملائکہ والی صفات کو زیادہ سے زیادہ اپنے اندر راسخ کرنے

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

کی کوشش کی ضرورت ہے۔جس دل کے اندر خدا کی معرفت کا شوق نہیں ہے، وہ دل بیمار اور مریض ہے، اللہ کی معرفت کی نشانی ہر چار طرف پھیلی ہوئی ہیں، جب انسان صحیح طریقے سے اپنے نفس کی معرفت حاصل کرتا ہے، تو پھر وہ اللہ کی خلقت پر بھی غور کرتا ہے، اور خود انسان کا جسم اللہ کی قدرت کا بہترین اظہار ہے، ہزاروں لاکھوں حکمتیں ایک ایک عضو کی تخلیق میں پوشیدہ ہیں، انسان تمام حکمتوں کا علم حاصل کرنا چاہے، تو یہ بھی اس کے لیے بہت آسان نہیں ہے، اللہ تعالی کے احسانات اور اللہ تعالی کی نعمتیں اتنی زیادہ ہیں کہ انسان ان کو گن نہیں سکتا، لیکن ہر ہر عضو کی تخلیق پر اور کائنات کی خلقت پر مسلسل غور وفکر اور تفکر کی عادت ڈالنا چاہیے انسان جس قدر تفکر کی عادت ڈالے گا اتنا ہی اللہ تعالی کے احسانات کا اس کو تھوڑا بہت اندازہ ہو سکے گا اور شکر کے جذبات اس کے اندر پیدا ہوں گے، اور عبدیت کا احساس اسے اندر اجاگر ہوگا ، یہ احساس جس قدر طاقت وقوت حاصل کرے گا، اسی قدر اس کی ہر نماز شکرانے کی نماز بن جائے گی، اور ہر سجدہ سجدہ قربت بن جائے گا (واسجدواقترب:العلق)۔

ایک حدیث ہے عن ابی ھریرہ قال قال رسول اللہ ﷺ ینادی مناد یوم القیامۃ این اولو الالباب قالوا ای اولو الالباب ترید ، قال الذین یذکرون اللہ قیاما و قعودا وعلی جنوبھم یتفکرون فی خلق السماوات والارض ربنا ما خلقت ھذا باطلا سبحانک فقنا عذاب النار ، عقد لھم لواء فاتبع القوم لوائھم وقال لھم ادخلوھا خالدین یعنی حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت ہے، حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ قیامت کے دن ایک آواز دینے والا آواز دے گا کہ عقل مند لوگ کہاں ہیں لوگ پوچھیں گے عقل مندوں سے کون مراد ہیں ، جواب ملے گا وہ لوگ جو اللہ کا ذکر کرتے تھے کھڑے بیٹھے اور لیٹے ہوئے اور آسمانوں اور زمینوں کی پیدائش میں غور کرتے تھے اور کہتے تھے یا اللہ تو نے یہ سب بے فائدہ پیدا نہیں کیا، ہم تیری تسبیح کرتے ہیں تو ہم کو جہنم کے عذاب سے بچالے۔اس کے بعد ان لوگوں کے لئے ایک جھنڈا بنایا جائے گا اس کے پیچھے یہ سب جائیں گے ان سے کہا جائے گا کہ ہمیشہ کے لئے جنت میں داخل ہو جاؤ۔

آسمان اور زمین اور جسم انسانی اور قدرت کی بے شمار نشانیوں پر غور وفکر کا حکم دیا گیا ہے ان چیزوں کے بارے میں انسانی علم جہاں تک پہنچ گیا ہے ان کا جاننا بھی ضروری ہے اور ان چیزوں کے جاننے کے لئے سائنس کی کتابوں کا مطالعہ بھی کرنا چاہئے جس کی طرف کسی عالم دین کی توجہ نہیں ہوتی ہے حالانکہ اس زمانہ میں معلومات آسانی سے حاصل ہو جاتی ہیں مثال کے طور کمپیوٹر پر گوگل میں ایک لفظ اردو عربی انگریزی میں لکھئے تمام ضروری معلومات چشم زدن میں سامنے آجائیں گی۔تفکر کا حکم قرآن میں دیا گیا ہے، یعنی صرف ظاہری اعتبار سے نہیں دیکھنا چاہئے صرف چشم سر سے نہیں دیکھنا چاہئے، بلکہ اس کے اسرار و عجائب پر غور کرنا چاہئے یہ اسرار وعجائب جس قدر کھلتے جائیں گے اللہ کی ربوبیت پر ایمان بڑھتا جائے گا۔ اس لیے نفس انسانی میں اور کائنات کی ہر چیز میں تفکر اور تدبر کی عادت ڈالنا اللہ تعالی سے قربت کا ذریعہ ہے، اسی لیے قرآن مجید میں آیا ہے:انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء (فاطر۲۸) (البتہ اللہ سے خشیت اختیار کرتے ہیں وہ لوگ جو اہل علم ہیں)۔

تزکیہ نفس ہی اخروی فلاح کا راستہ ہے، اسی سے اسلامی شخصیت کی تعمیر ہوتی ہے، اس لیے ہر شخص چاہے وہ کہیں بھی رہتا ہو اور اپنا کوئی بھی مشغلہ رکھتا ہو، تزکیہ کی طرف سے غافل نہ ہو، تزکیہ کے ذریعے ہی سے فلاح حاصل ہوتی ہے، اور اللہ کی رضا حاصل ہوتی ہے، قرآن مجید میں تزکیہ نفس کا طریقہ بھی بتایا گیا ہے قد افلح من تزکی وذکر اسم ربہ فصلی (اعلی:۱۴،۱۵) (جس نے اپنا تزکیہ کرلیا وہ کامیاب ہو گیا، اور اس نے اپنے رب کے نام کا ذکر کیا اور نمازیں پڑھیں) اس آیت سے معلوم ہوا کہ

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

تزکیہ کے مقصد کو حاصل کرنے کے لیے اللہ کے نام کے ذکر کی بہت زیادہ اہمیت ہے، اور اللہ کے نام کے ذکر میں تسبیح وتہلیل وتحمید واستغفار سب داخل ہے، اور اسی طرح سے اللہ کے ذکر کے ساتھ نفل نمازوں کی بڑی اہمیت ہے، معلوم ہوا کہ اذکار و اوراد کے ساتھ نوافل کے اہتمام سے تزکیے کا مقصد حاصل ہوسکتا ہے۔

تزکیہ کا مطلب اپنے قلب کی اصلاح کرنا ہے، جسم انسانی ایک پوری دنیا ہے، اور ہر عضو کا اپنا محکمہ ہے، جسم ایک مملکت ہے، جس میں بادشاہ دل ہے، غیض وغضب کی قوت کو کوتوال شہر کا درجہ حاصل ہے یعنی شہر کا کوتوال جس طرح شر پسندوں کے خلاف کاروائی کرتا ہے اسی طرح معاشرہ میں شر وفساد سے صحیح الفطرت انسان کو مشتعل ہونا چاہئے، عقل وزیر ہے، عقل کے مشورے سے بادشاہ خسروی کرتا ہے، اور امور سلطنت انجام دیتا ہے، غیض و غضب جسے کوتوال شہر کا درجہ حاصل ہے عقل کی خلاف ورزی کرنے والوں کی روک تھام کرتا ہے، خواہش اکثر عقل کی خلاف ورزی کرنا چاہتی ہے، اگر خواہش نفس بے قابو ہوجائے اور وہ عقل اور دل کی تابعداری نہ کرے تو جسم کی مملکت میں فساد برپا ہوجاتا ہے، اور پھر انسان کا دل جسے مقام خسروی حاصل ہے اگر وہ عقل کے بجائے خواہشات کا تابع ہوجائے تو اس سے ابلیس کی فتح ہوجاتی ہے، اس لیے اپنے شیشہ دل کو بہت سنبھال کر رکھنے کی ضرورت ہوتی ہے، اسی لیے دل کو عقل سلیم کا مشورہ مان لینا چاہیے اور ذکر وعبادت کے ذریعے ملکوتی صفات کا حامل بننا چاہیے، قلب جس قدر سلیم ہوگا، اسی قدر دنیا کا نظم ونسق بھی بہتر ہوگا، اور اس کے بغیر مرنے کے بعد کی زندگی میں کامیابی نہیں مل سکتی ہے، اسی لیے قرآن مجید میں آیا ہے: الا من اتی اللہ بقلب سلیم (الشعراء:۸۹) (مگر یہ کہ وہ حاضر ہوا اللہ کے نزدیک قلب سلیم لے کر) اسی لیے اللہ تعالیٰ سے قلب سلیم کی دعا مانگنی چاہیے۔ قلب سلیم کی دولت جسے مل جائے اسے گویا خزانہ مل گیا۔

حیوانی صفات کو کنٹرول کرنے کا نام اہل دل کے نزدیک مجاہدہ ہے، مجاہدے کے ذریعے اپنے نفس کی بہترین تربیت ہوتی ہے، انسانی زندگی ایک رزم گاہ خیر وشر ہے، کامیاب انسان وہ ہے جو خیر کو کامیاب کرے اور شر کی قوتوں کو شکست دے۔ لیکن اس مجاہدہ کے لیے اذکار واوراد ونوافل اور قرآن کی تلاوت کا، اور قرآنی آیات میں غور وفکر کا خود کو عادی بنانا پڑتا ہے۔ قرآن کی صرف لفظی تلاوت بھی اہم چیز اور باعث ثواب ہے، لیکن اس کے معانی میں غور وفکر کا درجہ سب سے اونچا ہے۔

ترے ضمیر پر جب تک نہ ہو نزول کتاب
گرہ کشا ہے نہ رازی، نہ صاحب کشاف

قرآن مجید اللہ کا کلام ہے اور یہ کلام اللہ تعالیٰ کی صفت ہے، مخلوق نہیں، اور صفت اور موصوف کے درمیان جو تعلق ہوتا ہے وہ سب پر عیاں ہے اس لئے قرآن کی تلاوت کے وقت ذات حق سے قربت کا احساس ہونا چاہئے، مؤدب ہوکر تلاوت کرنی چاہئے قرآن میں ہے کہ اگر قرآن کا نزول پہاڑوں پر ہوتا تو وہ ہیبت سے ریزہ ریزہ ہوجاتے، انسان پر خوف وخشیت کی کوئی کیفیت نہ طاری ہو تو اس کا مطلب ہے کہ اس کا دل چٹانوں سے زیادہ سخت ہے اور اسے نرم وگداز کرنے کے لئے روحانی بیماریوں کے کسی طبیب حاذق سے دوا لینی چاہئے، محبت الٰہی اگر دل کے اندر موجزن ہے تو تلاوت کے وقت دل میں سرور ہونا چاہئے آنکھوں کو پرنم ہونا چاہئے رخسار پر قطرہ شبنم کو چمکنا چاہئے، بقول شاعر:

الذّ حالات الغرام لمغرم
شکوی الھوی بالمدمع المھراق

یعنی کسی عاشق کے لئے سب سے زیادہ لذت کی حالت یہ ہے کہ محبوب سے اس کا گلہ ہو رہا ہو اور آنکھوں سے اشکوں کی بارش ہو رہی ہو۔ اس لئے تلاوت کے وقت حالت یہ ہونی چاہئے کہ ہاتھ میں اللہ کی کتاب، سینہ میں دل بے تاب اور چہرہ پر چشم پر آب۔

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

نکاح کے لئے
لڑکی کی تلاش کے لیے شرعی ہدایات

مفتی محمد راشد ڈسکوی

''شادی کا موضوع'' ہمارے معاشرے کا وہ سلگتا موضوع ہے کہ ہم میں سے تقریبا ہر فرد اس کی آگ میں سلگ رہا ہے لیکن اس کے باوجود ہم میں سے ہر کوئی اس میں مبتلا ہے، برا سمجھتے ہیں لیکن گویا کہ ہمارے ہاتھ بندھے ہوئے ہیں، اور ہم خود کار طریقے سے بہتے ہی چلے جا رہے ہیں، از خود شادی کو سادی کرنا چاہتے ہیں لیکن ارد گرد کا ماحول اور معاشرہ اس راستے میں رکاوٹ بنا ہوا ہے۔ اس لیے ہم سب کو اور بالخصوص ہمارے بڑوں کو اس میدان میں آگے بڑھنا ہوگا، ہمت کرنی ہوگی تب کام چلے گا۔ باپ محض یہ سوچ کر نہ بیٹھا رہے کہ چلو بچے ہیں، یہ خوشیاں بار بار تو نہیں ملتیں، کر لینے دو، اور بچے یہ سوچ کر کہ بڑے نہیں روک رہے تو اس لیے چلنے دیں وغیرہ وغیرہ

ایسے میں ان ناجائز معاشرتی رسوم ورواج سے نکلنے کا راستہ ایمانی غیرت ہے اور صحابہؓ کی اتباع میں چلنے کا جذبہ ہے، اس کے لیے اصحاب رسول رضوان اللہ علیہم اجمعین کی زندگی سامنے ہونا ضروری ہے، کہ ان کی شادیاں کیسے ہوئیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مختلف روایات کے مطابق گیارہ ازواج کے نام ملتے ہیں۔ جن عورتوں سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عقد فرمایا ان کی تعداد گیارہ تھی۔ جن میں سے نو عورتیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رحلت کے وقت حیات تھیں۔ اور دو عورتیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی ہی میں وفات پا چکی تھیں۔ (یعنی حضرت خدیجہؓ اور ام المساکین حضرت زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہما) ان کے علاوہ مزید دو عورتیں ہیں جن کے بارے میں اختلاف ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ان سے عقد ہوا تھا یا نہیں، لیکن اس پر اتفاق ہے کہ انہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس رخصت نہیں کیا گیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج میں زیادہ تر پہلے بیوہ تھیں اور عمر میں بھی زیادہ تھیں اور زیادہ شادیوں کا عرب میں عام رواج تھا۔ مؤرخین کے مطابق اکثر شادیاں مختلف قبائل سے اتحاد کے لیے یا ان خواتین کو عزت دینے کے لیے کی گئیں۔ ان میں سے اکثر سن رسیدہ تھیں اس لیے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر کثرت ازدواج کا الزام لگانے والوں کی دلیلیں ناکارہ ہو جاتی ہیں۔ ان میں سے صرف حضرت خدیجہ اور حضرت ماریہ قبطیہ سے اولاد ہوئی۔

الغرض نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شادیوں کے احوال ہمارے سامنے ہوں، گھروں میں ان کا تذکرہ عام ہو، اور اللہ سے دعا ہو تو ان شاء اللہ ان رسوم ورواج سے نکلنا ممکن ہو جائے گا۔

ان معاشرتی بیماریوں کی اصلاح کے لیے میدان میں آنے کے کچھ مراحل ہیں، درجات ہیں، ان کے مطابق ہمیں قدم اٹھانا ہوگا، مثلاً اگر اپنی شادی ہے تو پھر سب کچھ، سو فیصد درست ہو سکتا ہے، اس لیے کہ شادی آپ کی ہے، اگر آپ کا ایک فیصلہ، آپ کی ایک دھمکی چل جائے گی کہ مجھے شادی کروانی ہی نہیں تو اس کے سامنے سب کو جھکنا ہی پڑے گا۔ دوسروں کی شادی ہے تو پھر انہیں حکمت وبصیرت کے ساتھ موقع ومحل دیکھ کر ترغیب دیں اور اگر نہ مانیں تو پھر آپ کے لیے ایسی مجالس میں عدم شرکت کا حکم ہے۔

اور یہ بات بھی سامنے رہے کہ سب خرابیاں یک بارگی دور نہیں ہوں گی بلکہ دھیرے دھیرے ہی یہ سب کچھ ممکن ہو سکے گا، لیکن قدم ضرور اٹھایا جائے۔ اللہ سے دعا کریں کہ اے اللہ! عمل کی توفیق بھی تجھے ہی دینی ہے اور ماحول کو بھی موافق تجھے ہی کرنا ہے۔ تو ان شاء اللہ اللہ کی مدد آئے گی۔

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

رسومات کی اصلاح سے متعلق عمومی شرائط

یہ بات بالکل درست ہے کہ ہر رسم بری اور ناجائز نہیں ہوتی بلکہ جو رسم شریعت سے ٹکراتی ہو وہ ناجائز ہوتی ہے۔رسومات سے متعلق چند عمومی باتیں سامنے رکھ لی جائیں تو شادی سے متعلق عمومی اصلاح کا علم ہوجائے گا :

[1] شادی کی کسی بھی تقریب میں، مختلف مراحل میں تصاویر اور مووی نہیں بنی چاہیے۔

[2] مجالس میں بے پردگی نہیں ہونی چاہیے۔

[3] شادی کی تقریبات کے کسی بھی مرحلے میں اختلاطِ مرد وزن نہیں ہونا چاہیے۔

[4] شادی کے مختلف مراحل میں پیسوں یا اشیاء کا لین دین جبری اور دل کی ناخوشی کے ساتھ نہیں ہونا چاہیے۔

[5] لین دین میں بدلے کی نیت نہیں ہونی چاہیے۔

[6] لین و دین ریا کاری نہیں ہونی چاہیے۔

[7] کھانے پینے اور دیگر چیزوں میں اسراف نہیں ہونا چاہیے

[8] اشیاء کا ضیاع نہیں ہونا چاہیے۔

[9] شادی کے معاملات کے لیے قرض اور بالخصوص سودی قرض تو کسی صورت میں نہ لیا جائے۔

آج کی اس تحریر کا موضوع ہے کہ شادی کرنے کے لیے شریعت نے کس قسم کی لڑکی اور کن صفات کی لڑکی تلاش کرنے کا حکم دیا ہے، یہ عمل شادی کا سب سے پہلا مرحلہ ہے، اس کے ساتھ ہم قدم بقدم آگے بڑھتے رہیں گے۔ان شاء اللہ

﴿شرعا لڑکی میں کون سی صفات مطلوب ہیں؟﴾

[☆] حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عورت سے چار چیزوں کے باعث نکاح کیا جاتا ہے اس کے مال، اس کے حسب ونسب، اس کے حسن و جمال اور اس کے دین کی وجہ سے، تیرے ہاتھ گرد آلودہ ہوں، تو دیندار کو حاصل کر کے کامیاب ہوجا۔ (صحیح البخاری، رقم الحدیث:4802)

[☆] حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ترجمہ: مومن اللہ کے تقویٰ کے بعد جو اپنے لیے بہتر تلاش کرے وہ نیک بیوی ہے کہ اگر اسے حکم دے تو اطاعت کرے، اس کی جانب دیکھے تو خوش ہو، اگر وہ کسی بات کے کرنے پر قسم کھالے تو اسے پوری کردے۔اگر شوہر کہیں چلا جائے تو اس کی غیر موجودگی میں اپنی جان اور اس کے مال کی نگہبانی کرے۔(سنن ابن ماجہ، رقم الحدیث:1857)

[☆] یحییٰ بن ابی کثیر ؒ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:"ترجمہ: جب تمہارے پاس ایسے شخص کے نکاح کا پیغام آئے جس کی دین داری اور اخلاق تمہیں پسند ہوں تو اس سے نکاح کردو، خواہ وہ کوئی بھی شخص ہو۔اگر تم نے ایسا نہ کیا تو زمین میں بہت زیادہ فساد اور فتنہ پھیلے گا۔(المصنف لابن عبدالرزاق، رقم الحدیث:10325)

الغرض قرآن پاک اور بہت ساری احادیث کی روشنی میں خوشگوار زندگی گزارنے کے لیے جس بیوی کا انتخاب ہونا چاہیے، وہ مُحصِنَہ[یعنی: پاکدامن، شریف اور گھر کی چار دیواری میں رہنے والی، بدکاری سے بچنے والی]،وَلَا مُتَّخِذَاتَ اَخْدَان [یعنی: مردوں سے دوستیاں نہ لگانے والی]، صَالِحَہ[یعنی: ایمان و اعمال والی]، قَانِتَۃ[ہر حال میں اللہ سے راضی رہنے والی]، حافِظَہ[اپنی اور اپنے شوہر کی عزت، مال اور جان کی حفاظت کرنے والی]، اَلْوَدُودُ الْوَلُود [خوب محبت کرنے والی، اور خوب اولاد پیدا کرنے کی صلاحیت والی]، باکرہ[کنواری: "عَلَيْكُمْ بِالْأَبْكَارِ، فَإِنَّهُنَّ أَعْذَبُ أَفْوَاهًا، وَأَنْتَقُ أَرْحَامًا، وَأَرْضَى بِالْيَسِيرِ". [السنن لابن ماجه]۔

قرآن پاک اور احادیث مبارکہ میں مذکور ان صفات سے ایک اشارہ یہ بھی ملتا ہے کہ والدین کو چاہیے کہ اپنی بچیوں کی تربیت اس نہج پر کریں کہ ان کے اندر یہ صفات پیدا ہوسکیں۔اس

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

کے لیے گھر کا ماحول دینی بنانا ہوگا، گھر میں تعلیم کی فضا قائم کی جائے، بچیوں کو مدارس دینیہ میں بھیجا جائے۔

لڑکی دیکھنے کے بہانے دعوتیں کھانا اور رشتہ رد کرتے رہنا

جب کسی کے گھر رشتہ کی طلب میں جانا ہو تو پہلے استخارہ کر لیں، اور اس کے بعد اس لڑکی کے جاننے والوں سے اس کے بارے میں، اس کے اخلاق، دین داری، چال چلن کے بارے میں معلومات کرلیں، اگر اتنے میں تسلی ہوجائے تو اپنی والدہ، بڑی بہن، بھابھی وغیرہ کو لڑکی دیکھنے کے لیے بھیج دیں، اس موقع پر لمبے چوڑے کھانوں اور تحفے تحائف لینے دینے کی کوئی حاجت نہیں ہے۔ یہ موقع بہت نازک ہوتا ہے، ہر جوان لڑکی اور اس کے والدین آنے والے رشتوں پر بڑے پر امید ہوتے ہیں، اس لیے کسی کے گھر رشتہ دیکھنے چلے جانا اور پھر انکار کر دینا بہت نازک مرحلہ ہوتا ہے، اگلوں کے احساسات اور جذبات کو سامنے رکھتے ہوئے رشتہ پسند یا ناپسند ہونے کی صورت میں مناسب طریقے سے بروقت اطلاع دے دیں۔

﴿......پسند نہ آنے کی صورت میں ہر مجلس میں اس کے اور اس کے اہل خانہ کے عیوب اچھالتے رہنا......﴾

یہ بھی بہت بڑا مسئلہ ہے اگر رشتہ پسند نہ آیا ہو تو پھر اپنی صفائی دیتے ہوئے ''وہ ایسی تھی، اس کے گھر والے ایسے تھے،'' وغیرہ باتیں ہر مجلس میں کر کے ان پر کیچڑ اچھالا جاتا ہے، یہ بھی بہت بڑا گناہ ہے، اس سے بچنے کی ضرورت ہے، معقول طریقہ سے دوسروں کے پوچھنے پر بتادیا جائے کہ ترتیب نہیں بن پائی وغیرہ

﴿لڑکی کو ایک نظر دیکھنا﴾

جس لڑکی کو نکاح کا پیغام دیا جا رہا ہو اور واقعۃً اس سے نکاح کا ارادہ بھی ہو تو اس کو ایک نظر دیکھنا جائز ہے، ﴿فانکحوا ما طاب لکم من النساء﴾ سے اشارۃً اور احادیث مبارکہ سے صراحۃً اس کی اجازت معلوم ہوتی ہے، البتہ دیکھنے کے لیے شرعاً کوئی طریقہ مقرر نہیں، شرم وحیاء کے دائرہ میں رہتے ہوئے کوئی بھی مناسب صورت اختیار کی جاسکتی ہے۔

لیکن یہ بات واضح رہے کہ لڑکی کو ایک نظر دیکھنا مرد کا حقِ لازم نہیں، لہٰذا اگر وہ شخص صاف صاف دیکھنے کا مطالبہ کرے، لیکن عورت کے گھر والے نہ دکھلانا چاہیں، تو اس میں مرد کی حق تلفی نہیں لہٰذا اگر لڑکی والوں کی رضامندی سے لڑکی کو ایک نظر دیکھنا ممکن ہو تو دیکھ لیا جائے، ورنہ مرد کے گھر کی تجربہ کار عورتیں لڑکی کو دیکھ لیں، اور اس کی کیفیت اس کو بتادیں اگر اطمینان ہو تو نکاح کرلے اور اگر شرحِ صدر نہ ہو تو نکاح سے معذرت بھی کرسکتا ہے

واضح رہے کہ شریعت نے کچھ مصالح کے پیشِ نظر پیغامِ نکاح دینے والے کے لیے عورت کو ایک نظر دیکھنے کی اجازت دی ہے، لیکن اس کے لیے خصوصی اہتمام کرنا جیسے مجلس قائم کرنا اور لڑکی کو خوب بناؤ سنگھار کرا کر لڑکے کے والوں کو دکھانا جیسا کہ آج کل بعض جگہ ہوتا ہے، درست نہیں، اس سے اجتناب ضروری ہے۔ تاہم ایسی صورت میں اگر عورت معمولی زیب وزینت کرلے جیسا کہ عام طور پر گھروں میں خواتین کرتی ہیں تو اس حد تک گنجائش معلوم ہوتی ہے۔

نیز! اس مقصد کے لیے لڑکی کی تصویر لڑکے کو یا اس کے گھر والوں کو دینا مناسب نہیں ہے، کیونکہ تصویر دینے میں لڑکے کا ایک سے زائد بار بلا ضرورت دیکھنے اور دیگر غیر محارم کے دیکھنے کا احتمال ہے، لہٰذا عام حالات میں لڑکے والوں کا تصویر کا مطالبہ کرنا درست نہیں۔

اگر لڑکا دوسرے ملک میں رہتا ہو تو عام حالات میں لڑکی والوں کو یہ مناسب نہیں ہے کہ لڑکی کی تصویر اسے ارسال کریں، تاہم اگر اسکائپ وغیرہ پر اس کو ایک نظر دکھائیں تو اس کی گنجائش معلوم ہوتی ہے، اور ایسی صورت میں اگر لڑکے کی رشتہ دار خواتین لڑکی کے گھر آکر دیکھیں تو یہ سب سے بہتر ہے۔

﴿کزن میرج اور قریبی رشتہ داروں میں شادی کرنا﴾

قریبی رشتہ داروں میں شادی کرنا فی نفسہ جائز ہے، شرعاً اس میں کوئی قباحت نہیں ہے، رہا بعض لوگوں کا یہ کہنا کہ اس طرح

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

کی شادیوں میں ازدواجی زندگی اچھی ثابت نہیں ہوتی تو یہ بات تجربہ سے تعلق رکھتی ہے، اور تجربات مختلف ہوتے رہتے ہیں، اس لیے محض تجربات کی بنا پر کوئی شرعی حکم نہیں ہوتا، لہٰذا کزنز سے نکاح کرنا جائز ہے اور اگر کوئی ایسے نکاح سے مصلحۃً گریز کرے تو وہ بھی شرعاً قابلِ ملامت نہیں۔

﴿لڑکی/لڑکے کے بارے میں مشاورت کرنا﴾

جس لڑکی یا لڑکے کے ساتھ اپنے بچے یا بچی کا رشتہ کرنا مطلوب ہوتو اوپر مذکور صفات کی تحقیق اور تلاش کی خاطر اس کے متعلقین سے مشورہ کر لینا چاہیے، یہ مسنون ہے، اور جس سے مشورہ طلب کیا جائے، وہ امین ہوتا ہے، اس کیلئے بھی خیرخواہی کے ساتھ جو کچھ اسے حقیقی معلومات ہوں وہ بتادینی چاہئیں۔

اسی طرح اگر ایک سے زیادہ رشتے سامنے ہوں تو بھی مشورہ کر لینا چاہیے۔حضرت فاطمہ بنت قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو اُن کے شوہر نے طلاق دی تو حضرت معاویہ اور ابوالجہم رضی اللہ عنہما نے نکاح کا پیغام بھیجا، ایک طلاق یافتہ عورت کی طرف حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ جیسے قریشی سردار ابن سردار اور حضرت ابوالجہم رضی اللہ عنہ بیک وقت دو شخصیات نکاح کا پیغام بھیج رہے ہیں، حضرت فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا نے نبی ﷺ سے مشورہ کیا تو آپ نے فرمایا: کہ "أما مُعَاوِيهُ فصَعْلُوكٌ"، یعنی: معاویہ انتہائی فقیر و مسکین ہیں، لہٰذا ان سے نکاح نہ کرو اور رہے ابوالجہم "فلا يضَعُ عصَاه عن عاتِكِه" تو وہ ایسی سخت طبیعت کے ہیں کہ ان کی لاٹھی ان کے کندھے سے کبھی نہیں اترتی، لہٰذا ان دونوں کو چھوڑ کر اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے نکاح کرو۔

﴿پسند کی شادی﴾

اسلام ایک معتدل شریعت ہے اس کے تمام احکام افراط و تفریط سے پاک انسان کے فطری جذبات و خواہشات کی رعایت کے ساتھ تعدی اور حد سے تجاوز کی ممانعت کے اصول پر دائر ہیں، اس لیے جب ایک طرف انسان کو ناجائز شہوت رانی سے سختی سے منع کیا گیا تو ضروری تھا کہ فطری جذبات و خواہشات کی رعایت سے اس کا کوئی جائز اور صحیح طریقہ بھی بتلایا جاتا، اس کے علاوہ بقاء نسل کا عقلی اور شرعی تقاضا بھی یہی ہے کہ کچھ حدود کے اندر رہ کر مرد و عورت کے اختلاط کی کوئی صورت تجویز کی جائے اسی کا نام قرآن وسنت کی اصطلاح میں نکاح ہے۔نکاح کے معاملہ میں شریعت نے مرد و عورت کو پسند اور ناپسند کا پورا اختیار دیا اور اولیاء کو جبر و سختی سے کام لینے سے منع کیا اور دوسری طرف مرد و عورت کو بھی ترغیب دی کہ وہ اولیاء کو اعتماد میں لے کر کوئی بھی قدم اٹھائیں۔

پسند کی شادی کا مطلب اگر یہ لیا جائے کہ کوئی لڑکی ایسی ہے جس کو آپ چاہتے اور محبت کرتے ہیں، اس سے بات چیت، چیٹنگ اور ملاقات کرتے ہیں تو شادی سے پہلے ایسا کرنا ناجائز ہے، البتہ اگر رشتہ دینداری کے اعتبار سے ٹھیک لگتا ہو اور دونوں کے گھر والے راضی ہوں تو جلد نکاح کر لینا چاہیے، اگر ہر لڑکے کو لڑکی کے انتخاب اور ہر لڑکی کو لڑکے کے انتخاب کی کھلی چھٹی دے دی جائے تو اس سے اس قدر قبیح نتائج برآمد ہوں گے کہ ان کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا اور پھر خاندانی نظام جو کہ معاشرے کی مضبوطی اور پاکیزگی کا ضامن ہوتا ہے درہم برہم ہو کر رہ جائے گا۔عموماً پسند کی شادی میں وقتی جذبات محرک بنتے ہیں، وقت کے ساتھ ساتھ ان جذبات اور پسندیدگی میں کمی آنے لگتی ہے، نتیجۃً ایسی شادیاں ناکام ہو جاتی ہیں اور علیحدگی کی نوبت آ جاتی ہے، جب کہ اس کے مقابلے میں خاندانوں اور رشتوں کی جانچ پرکھ کا تجربہ رکھنے والے والدین اور خاندان کے بزرگوں کے کرائے ہوئے رشتے زیادہ پائیدار ثابت ہوتے ہیں۔اور بالعموم شریف گھرانوں کا یہی طریقہ کار ہے، اس لیے مسلمان بچوں اور بچیوں کو چاہیے کہ وہ اپنے بڑوں پر اعتماد کریں، اُن کی رضامندی کے بغیر کوئی قدم نہ اٹھائیں۔البتہ عاقل بالغ مرد اور عورت کو شریعت نے یہ حق دیا ہے کہ اپنی پسند اور مرضی سے نکاح کرے؛ اس لیے والدین کو چاہیے کہ وہ اولاد کی چاہت معلوم کر کے اس کا لحاظ رکھیں۔

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

موجودہ حالات میں
دیہاتوں میں جمعہ

مولانا محمد عبید اللہ الاسعدی، جامعہ عربیہ ہتورا باندہ

شریعت میں نماز کی اہمیت معلوم ہے، ہر مسلمان اس سے واقف ہے خواہ عملاً وہ نماز سے دور ہو، عام دنوں کی نمازوں میں ہر ہفتہ نماز جمعہ کی اہمیت بھی معلوم ومعروف ہے، اس کا اہتمام بھی زیادہ ہے اور بالخصوص عوام کو اس کا بڑا اہتمام رہتا ہے، خواہ پنج وقتہ نماز نہ پڑھیں جو ظاہر ہے کہ غلط اور بہت غلط ہے، لیکن جمعہ کی نماز سوفی صد کے قریب پڑھتے ہیں، شہروں میں بھی اور دیہاتوں میں بھی، حتی کہ نماز جمعہ کے نمازیوں ہی کی وجہ سے مسجدیں تنگ ہوتی ہیں اور کئی کئی منزلہ بنتی ہیں اور ساری منزلیں بھر جاتی ہیں بلکہ مسجد کے باہر بھی ایک تعداد رہتی ہے۔

اس کے ساتھ صورت حال یہ ہے کہ احکام کے اعتبار سے نماز جمعہ کا معاملہ عام نمازوں سے مختلف ہے، اس کے لئے کچھ خاص شرطیں ہیں، جن کی بابت علماء امت اور بالخصوص ائمہ اربعہ کے درمیان اختلاف ہے، ہر مذہب میں بعض شرطیں دوسرے مذہب سے مختلف اور سخت ہیں، مثلاً امام شافعی وغیرہ کے یہاں نمازیوں کی تعداد زیادہ ہونی چاہئے، چار چھ سے وجوب نہیں ہوتا اور نہ صحت ہوتی ہے، جب کہ امام ابوحنیفہ کے یہاں چار افراد سے جمعہ ہوسکتا ہے، لیکن ان کے یہاں شہریت اور مصر جامع کی شرط ہے اور یہ شرط اس اعتبار سے قوی ہے کہ یہ باقاعدہ منصوص ہے، جیسے چار نمازیوں کی بات منصوص ہے، مصر جامع کی بات موقوفاً تو مروی ہے ہی، اسے مرفوعاً بھی روایت کیا گیا ہے اور اس کی تصحیح وتقویت بھی کی گئی ہے۔

اس کے ساتھ یہ بھی ہے کہ بعض اکابر علماء دیوبند کے کہنے کے مطابق جمعہ کی فرضیت دلائل قطعیہ سے ثابت ہے، اور شرائط دلائل ظنّیہ سے، اور قاعدہ یہ ہے کہ جہاں ظنّیت ہوتی ہے حکم میں تخفیف بھی پیدا ہوتی ہے، اور اختلاف بھی حکم میں تخفیف کا ذریعہ بن جاتا ہے۔

مصر جامع کی تفصیل وتطبیق میں بھی خود فقہاء حنفیہ میں اختلافات پائے جاتے ہیں، بعض حضرات تو اس شرط کے قائل ہی نہیں ہیں، عموماً جو لوگ قائل ہیں تو بات مصرِ جامع سے، قریۂ کبیرہ کی آ گئی ہے، اور پھر مزید تفصیلات میں چند مسجدوں پر مشتمل بستیوں میں بڑی مسجد کی تنگی کی بنیاد پر بھی اجازت دے دی گئی ہے اور ارباب افتاء نے یہ بھی کہہ دیا ہے کہ شہریت کی تفصیل میں مذکور امور امارات وعلامات ہیں، ہر ایک کا پایا جانا ضروری نہیں۔ فی الجملہ ان علامات کا پایا جانا بھی کافی ہے اور یہ بھی کہ آبادی کا اتنا معیار کافی ہے، چنانچہ حضرت تھانویؒ کے بعض فتاویٰ میں ہے کہ ہمارے عرف میں تین چار ہزار کی آبادی پر مشتمل گاؤں کو قریہ کبیرہ اور قصبہ کہا وسمجھا جاتا ہے، لہٰذا ایسی آبادی میں جمعہ درست ہے۔

ایک بات جمعہ کی شرائط میں اختلاف، دوسری بات خود حنفیہ کے یہاں تطبیق وتفصیل میں اختلاف ووسعت، تیسری بات عوام کا انتہائی بے دینی کے ماحول میں بھی جمعہ کا وہ اہتمام کہ اسی کی بدولت ان کا مسجد سے رشتہ وتعلق، ہفتہ میں ایک ہی دن کا سہی، اور اسی کے واسطہ سے دین سے تعلق، دینی ذہن سازی کا موقع۔ اس کی وجہ سے مناسب یہی معلوم ہوتا ہے اور اہل نظر بعض علمائے عصر کی یہ رائے ہے کہ کم ازکم ہر ایسے گاؤں میں جہاں ایک مناسب آبادی ہو مسلمانوں کی - کم ازکم امام شافعی وغیرہ کی شرط کے مطابق - جمعہ کی اجازت دیدی جائے۔

یہ اجازت فقہ حنفی کے شرائط کو سامنے رکھ کر نہیں بلکہ آج کل کے عام بد دینی کے ماحول، محض معمولی سے رشتہ وتعلق کی وجہ سے

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

دین وایمان کی حفاظت کی بنا پر ہے۔

ایسے ہی جیسے حضرت تھانویؒ نے ارتداد کے قریب چلے جانے والے مسلمانوں کو تعزیہ داری کی اجازت دی اور اس سے تعلق کو گوارا کیا، اسی طرح دیگر اکابر کے بھی فتاویٰ ہیں۔

مفتی کفایت اللہ صاحبؒ نے متعدد فتاویٰ میں دیہات و گاؤں میں جہاں جمعہ ہوتا ہو، اس کو روکنے و بند کرنے سے منع فرمایا، اور وجہ فساد کی ذکر کی ہے، یہ فساد ماحول کا بھی ہوسکتا ہے اور فکر وعقیدہ کا بھی۔

آج طرح طرح کے فتنے ہر چہار طرف موجود ہیں، اچھے خاصے پڑھے لکھے شکار ہوجاتے ہیں، عوام کا کیا کہنا، اس لئے احقر یہ رائے رکھتا ہے اور متعدد اہل نظر سے مذاکرہ میں تائید ملی ہے اور عملاً جمعہ کی نماز شروع کرنے کی برکات وفوائد کا مشاہدہ کیا جارہا ہے، کہ دیہات میں جہاں ممکن ہو نماز جمعہ کا اہتمام کیا جائے اور ساتھ میں کچھ وعظ وبیان کا بھی۔ نماز جمعہ میں گاؤں کا بچہ بچہ آجاتا ہے اور ظہر میں جمعہ کے دن بھی ایسا گذرتا ہے کہ بوڑھے بھی نہیں آتے۔

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کی تعلیمات

مولانا عبدالماجد دریابادیؒ کی ایک یادگار تحریر

ربیع الاول کے بعد قدرۃً ربیع الثانی کا طلوع ہوتا ہے۔ اس مہینہ کو ایک ایسے بزرگ کے ساتھ نسبت حاصل ہے، جس کا نام دنیائے اسلام کے بڑے حصہ میں بڑی ہی عزت وتعظیم کے ساتھ لیا جاتا ہے۔ حضرت شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ اس پایہ کے بزرگ گذرے ہیں، جن کی ذات پر خود تاریخ اسلام کو ناز ہے، اپنے زمانہ کے بہت بڑے عالم، بہت بڑے درویش، بہت بڑے ولی تھے۔ فتوح الغیب، غنیۃ الطالبین، وغیرہ کئی مشہور و بلند پایہ علمی تصنیفات یادگار ہیں۔ سلسلۂ ارشاد وہدایت اب تک جاری ہے، بے شمار بندگان خدا سلسلہ قادریہ میں داخل ہوکر راہ سلوک ومعرفت کی منزلیں طے کرچکے ہیں۔ صوفیائے اسلام انھیں اپنا سردار وپیشوا تسلیم کرتے ہیں۔ عام بزرگوں کی زبانوں پر اسم گرامی، بیسیوں تعظیمی القاب کے ساتھ جاری ہے۔ کروڑوں انسان آپ کے یوم وفات کی یادگار میں، اپنے اپنے خیال وعقیدہ کے مطابق ''گیارہویں'' کی تقریب بڑی دھوم دھام سے مناتے ہیں۔ کیا آپ کے دل میں حضرت شیخ کی کوئی عظمت و وقعت نہیں؟ کیا آپ کے نزدیک حضرت شیخ، اللہ کے برگزیدہ بندے اور عبد صالح نہ تھے؟ کیا آپ کے عقیدہ میں صالحین امت کی تعظیم وتکریم کے لئے کوئی گنجایش نہیں؟

اگر ہے، تو آپ شیخؒ سے اپنا تعلق قلب مضبوط کرنے میں کیوں دیر کررہے ہیں؟ شیخ کی نورانیت سے اپنی جسمانیت کی تاریکیوں کے روشن کرنے میں کیوں ہچکچا رہے ہیں؟ شیخ کی روحانی رفاقت کے موقع کو کیوں ہاتھ سے جانے دیتے ہیں؟ شیخ نبی ورسول نہ تھے، بزرگ وولی تھے۔ جس مرتبہ کمال پر پہنچے تھے،

چند اشعار

گراں بہا ہے ترا، گریۂ سحر گاہی
اسی سے ہے ترے نخل کہن کی شادابی

میں نے پایا ہے اسے اشک سحر گاہی میں
جس درِناب سے خالی ہے صدف کی آغوش

عطار ہو، رومی ہو، رازی ہو، غزالی ہو
کچھ ہاتھ نہیں آتا بے آہ سحر گاہی

نہ چھین لذت آہ سحر گہی مجھ سے
نہ کر نگہ سے تغافل کو التفات آمیز

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

اپنی محنت وریاضت سے پہنچے تھے۔کیا آپ اُن کی پاک وپاکیزہ زندگی سے کوئی درس ہدایت حاصل نہیں کرسکتے ؟ کیا آپ کے لئے اُن کی سیرت مبارک کوئی سبق نہیں رکھتی؟ کیا آپ اُن کی حیات طیبہ کو اپنے لئے دلیل راہ نہیں بناسکتے ؟ حضرت شیخ فرشتہ نہ تھے،انسان تھے،اورتمام بشری ضرورتوں اورانسانی حاجتوں سے گھرے ہوئے تھے،گھربار رکھتے تھے،بیوی بچے رکھتے تھے،سب سے ملتے جُلتے اورتعلقات رکھتے تھے۔باوجوداس کے ایسے مرتبہ پر پہنچے جو ہمارے آپ کے لئے باعثِ رشک ہے۔کیا آپ کے لئے اُن کے نمونہ کواپنے سامنے رکھنا،اُن کے طریقہ پر چلنا،اُن کی روش کواختیار کرنا ناممکن ہے؟ خدا کے پیغمبروں کا طبقہ اس معنی میں،عام انسانوں سے بالکل الگ ہوتا ہے،کہ وحی الٰہی قدم قدم پران کی رہنمائی کرتی رہتی ہے،اور ہرطرح کی لغزش سے محفوظ رکھتی ہے،لیکن اولیاء کو یہ بات حاصل نہیں ہوتی،اوروہ اپنی ہی کوششوں اورمحنتوں سے کمال کی بلندیوں پر پہنچتے ہیں،آپ کیلئے ان حضرات کی زندگی اس لحاظ سے،زیادہ سبق آموز ہونی چاہئے۔

حضرت شیخ جیلانیؒ کی تعلیم کیا تھی؟ حضرت کی زندگی کیا تھی؟ یہ کوئی راز کی چیزیں نہیں۔حضرت کی تصنیفات،اورصوفیہ کے قدیم تذکرے موجود ہیں،اُن کے اوراق میں آج بھی حضرت شیخ آپ کو زندہ نظر آسکتے ہیں۔انھیں اُٹھا کر پڑھئے،اور سچّے قادری بن جایئے۔حضرت کوئی نیا مذہب لے کر نہیں آئے تھے،کوئی جدید طریقۂ عبادت اپنے ساتھ نہیں لائے تھے،محض اللہ کے ایک فرماں بردار بندے تھے،دنیا کے نامور مخدوم علیہ الصلاۃ والسلام کے صرف ایک نامور خادم تھے۔اللہ کی فرماں برداری،اور رسول اللہ ﷺ کی پیروی،اِن دو،اورصرف اِن دو چیزوں نے انھیں فرش سے لے کر عرش تک پہنچا دیا تھا،معمولی بشریت سے منتہائے ولایت تک کی منزلیں طے کرادی تھیں،کیا آپ اُن کے طریقہ کواپنے لئے ناقابلِ عمل سمجھتے ہیں؟ شیخ کی ساری کتابیں،توحید،خشیت الٰہی،تقوے،نماز،روزہ،توکل،صبر،تسلیم،رضا،وغیرہ کی تعلیمات سے بھری ہوئی ہیں،اُن کا تصوف خالص اسلامی تصوف تھا،وہ رواجی تصوف نہ تھا،جو بہت سے غیراسلامی عنصروں سے مل جُل کر آج عموماً خانقاہوں اوردرسگاہوں میں پایا جاتا ہے۔انھیں تعلیمات پرعمل کرنا،سچی قادریت ہے۔شیخ کی وصیت میں سب سے زیادہ زورتوحید الٰہی پر ہے،کیا اس اِرشاد سے بڑھ کرکوئی طریقہ شیخ کے ساتھ عقیدت ومحبت رکھنے کا ہے۔

ایک معلوماتی اورمزاح سے بھرپورتحریر

جب چھوٹے تھے تو ہمیں یہ اصول معلوم نہیں تھا کہ الف پرختم ہونیوالے مذکرکومؤنث بنانا ہوتواس کی آخری "الف" کوچھوٹی "ی" میں بدل دیتے ہیں لیکن اس کے باوجود ہم مرغامرغی،بکرابکری،گدھا گدھی یا گھوڑا گھوڑی کے معاملے میں کوئی غلطی نہیں کرتے تھے۔البتہ جب چڑا چڑی اور کُتا کُتی تک بات پہنچتی تو استاد کا غضبناک چہرہ دیکھنا پڑتا اورتذکیروتانیت کے وہ معصوم سے اصول دُھواں بن کراُڑ جاتے،اِس بات کا منطقی جواب کوئی نہیں دیتا تھا کہ چڑی کو چڑیا اورکُتّی کوکُتیا کہنا کیوں ضروری ہے۔

ذرااوربڑے ہوئے تو معلوم ہوا کہ تذکیروتانیت کی دنیا تو پوری اندھیرنگری ہے۔وہاں نراورمادہ کی کُھلی خلاف ورزیاں ہوتی ہیں۔

مثلاً کوّا،اُلو،ہُدہُد،خرگوش،لنگور،گِدھ،کچھوااورمچھّر کے بارے میں پتہ چلا کہ ان بےچاروں کی مؤنث شکل تو موجود ہی نہیں ہے،دِل میں باربارخیال آتا کہ مسٹرخرگوش کے گھر میں کوئی مسزخرگوش بھی تو ہوگی،لنگورکی بیوی،گِدھ کی ماں،کچھوے کی بہن،کیا یہ سب ہستیاں وجود ہی نہیں رکھتیں؟ اوراگر ہیں تو اُن کیلئے الگ سے الفاظ کیوں موجود نہیں۔اِس بےانصافی اورزیادتی پرایک بار بہت گڑگڑا کراپنے اُستاد سے سوال کیا تو وہ غصے سے لال ہوکر بولے،"*ابے انصافی تو دونوں طرف سے ہے۔مچھلی کے شوہر کا نام سنا ہے کبھی؟ وہ بھی تو وجود رکھتا ہے۔"

ہم لاجواب ہوگئے اوراُستاد جی نے پوری فہرست گنوادی "فاختہ،مینا،چیل،مُرغابی،ابابیل،مکھی،چھپکلی" استاد جی نے الٹا سوال داغ دیا،بتاؤ: کیا اِن سب کے باپ بھائی وجودنہیں رکھتے؟

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

خبروں کی دنیا

News World

محمد ادریس ولی اللہی

پھلت میں مولانا پیر طلحہ نقشبندی بھیونڈی کا خطاب

جامعہ امام ولی اللہ پھلت میں بھیونڈی سے تشریف لائے حضرت پیر ذوالفقار علی نقشبندی کے خلیفہ مولانا پیر محمد طلحہ نقشبندی نے ذکر کی مجلس میں خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق وعادات واطوار سے لوگوں کے حالات یکسر بدل جاتے تھے ایسے حالات میں عربوں کے پاس سوائے اس کے کوئی جواب نہیں تھا کہ وہ آپ کو دیوانہ مجنوں اور جادوگر کہتے تھے جب کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام تھا پورے عرب پر تمہاری حکمرانی ہوگی اور کوئی بھی مسئلہ درپیش نہیں ہوگا بس لا الہ الا اللہ پر عمل پیرا ہوجاؤ اور نبی کا طریقہ اختیار کرلو، انہوں نے کہا کہ جن کے ذریعہ دعوت کا کام لیا گیا ہے وہ سب دیوانے اور مجنوں کہلائے گئے ہیں انہوں نے کہا کہ داعی کی صفات ہیں کہ وہ پتھر کا جواب مسکراہٹ سے وگالی کا جواب پھولوں کی ڈالی سے دیتے ہیں، داعیِ اسلام مولانا محمد کلیم صدیقی کی صدارت میں منعقد مجلسِ ذکر میں بعد از ذکر مہمانِ محترم مولانا پیر محمد طلحہ نقش بندی کی رقت آمیز دعا پر مجلس اختتام پذیر ہوئی، اس موقع پر مفتی عاشق صدیقی ندوی، مولانا محمد طاہر ندوی، ارمغان کے مدیر اعلی مولانا وصی سلیمان ندوی، ڈاکٹر محمد نعیم صدیقی، ڈاکٹر محمد سلیم صدیقی، مفتی مجیب الرحمٰن ندوی، مولانا محمد عمر ناصحی، اور علاقہ کے لوگوں ومعززین نے کثیر تعداد میں شرکت کی۔

بڑھانہ میں گرین اسکول کی افتتاحی تقریب

داعی اسلام مولانا محمد کلیم صدیقی ۱۸/نومبر کو چودھری کوثر صاحب اور ڈاکٹر رانا کی دعوت پر ''دی گرین اسکول'' کے افتتاح کی تقریب میں شرکت کے لئے بڑھانہ تشریف لائے، انھوں نے ہی تقریبا ایک سال قبل اس اسکول کا سنگ بنیاد رکھا تھا، اسکول کی شاندار بلڈنگ کا افتتاح کرتے ہوئے مولانا نے فرمایا کہ سرزمینِ بڈھانہ شروع سے ہی، تاریخی، علمی، ادبی، ملی، اور سماجی اعتبار سے زرخیز زمین ہے، اس زمین نے امت مسلمہ کو قیمتی گوہر اور نایاب موتی علماء وقائدین کی شکل میں دیئے ہیں جنہوں نے اپنے اپنے وقتوں میں ایسے کارہائے نمایاں انجام دیئے جنھیں فراموش نہیں کیا جاسکتا، مفتی عبدالقیومؒ بڈھانوی، مولانا عبدالحیٔ بڈھانوی اور مولانا ہبۃ اللہؒ بڈھانوی، وہ تاریخی شخصیات ہیں جن کو کبھی فراموش نہیں کیا جاسکتا، انھوں نے گرین اسکول کے ذمہ داروں کی ہمت افزائی کرتے ہوئے فرمایا کہ موجودہ دور علم و سائنس کی ترقی کا دور ہے، اور اسلام ہر نافع علم اور سائنسی علم کا ساتھ دیتا ہے، اس لئے مسلمانوں کو سب سے زیادہ علم کے میدان میں آنا چاہیئے، انھوں نے بتایا کہ اسلام علم کے لئے سب سے زیادہ دولت خرچ کرنے کا حکم دیتا ہے، لیکن ہم شادی بیاہ کی تقریبات اور تعمیرات پر زیادہ خرچ کرنے کے عادی ہوگئے ہیں، اس لئے مسلمانوں کو تعلیم کے میدان میں آگے بڑھنے کے لئے ہر ممکن کوشش کرنی چاہیئے۔اس دوران بڑھانہ کے مدرسہ تعلیم الاسلام میں واقع آل انڈیا اصلاح المسلمین کمیٹی کے دفتر میں داعی اسلام مولانا محمد کلیم صدیقی تشریف لے گئے اور تنظیم کے جنرل سکریٹری قاری محمد راشد اور اراکین سے ملاقات کی، قاری راشد نے کمیٹی کی سابقہ خدمات، نشأۃ ثانیہ اور اغراض ومقاصد سے واقفیت کے ساتھ نومنتخب عہدہ داران کا تعارف کرایا، اور مولانا محمد کلیم صدیقی کی خدمت میں اصلاح المسلمین کی سرپرستی کی درخواست کی جسے حضرت نے قبول فرماکر تمام عہدہ داران کی محنت کی حوصلہ افزائی کی اور اخلاص کے ساتھ کام کرنے کی تلقین کی

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

فقہی مسائل

مفتی محمد عاشق صدیقی ندوی

س: میری درزی کی دوکان تھی کپڑے سلوانے کے لئے ایک صاحب لائے تھے اب یاد بھی نہیں کون تھے، کپڑے رکھے ہوئے دوسال ہوگئے ہیں ہم نے ابھی تک رکھا ہوا ہے، اب اس کا کیا کیا جائے؟

ج: مذکورہ سورت میں وہ کپڑے آپ کے پاس بطور امانت ہیں اور امانت کا حکم یہ ہے کہ جس نے امانت رکھوائی ہے اسے حتی الامکان تلاش کیا جائے اور اس کے بارے میں لوگوں سے معلومات حاصل کی جائیں، اگر وہ شخص مل جاتا ہے تو امانت اس کے حوالے کی جائے اور اگر کسی بھی طرح امانت رکھوانے والے کا پتا نہ چلے تو اس شخص کے ورثا کو تلاش کیا جائے، ورثا مل جانے کی صورت میں امانت ان کے حوالے کی جائے، اگر ان میں سے کوئی صورت بھی ممکن نہ ہو تو امانت کا حکم "لقطہ" (گم شدہ چیز) کا ہوگا، یعنی اس صورت میں بھی بہتر تو یہی ہوگا کہ امانت رکھنے والا شخص اس رقم یا چیز کو محفوظ رکھے، تاکہ مالک آجانے کی صورت میں مشکل پیش نہ آئے اور یہ بھی جائز ہوگا کہ امانت رکھوانے والے شخص کی طرف سے مذکورہ رقم یا چیز فقیر کو صدقہ کردے، اور اگر امین (جس کے پاس امانت رکھوائی گئی ہو) زکاۃ کا مستحق ہے تو خود بھی استعمال کرسکتا ہے۔ البتہ صدقہ کرنے یا خود استعمال کرنے کے بعد صاحب مال آجاتا ہے تو اسے اپنی امانت کے مطالبے کا اختیار حاصل ہوگا۔ لہٰذا آپ فی الحال ان کپڑوں کو محفوظ رکھیں، اور یاد آجائے تو اس شخص یا اس کے ورثاء کی تلاش حتی الوسع جاری رکھیں اگر پوری کوشش کے بعد بھی امانت رکھوانے والے شخص یا اس کے کسی وارث کا علم نہ ہو تو اس صورت میں آپ ان کا سامان ان کی طرف سے صدقہ کرسکتے ہیں اور اگر مستحق ہوں تو خود بھی استعمال کرسکتے ہیں، البتہ اگر سامان کا مالک آجائے تو اس کے مطالبے پر اس کی امانت واپس کرنا لازم ہوگی۔ (امداد الاحکام، کتاب الودیعہ، ص:624، ط: مکتبہ دارالعلوم کراچی) واللہ اعلم

س: ہمارے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے کتنے وقت کے بعد نمازِ جنازہ پڑھی گئی اور دفن کب کیا گیا تھا؟

ج: دوشنبہ (پیر) کے دن آپ کی وفات ہوئی اور سہ شنبہ (منگل) کے دن صحابہ کرام نے تنہا تنہا نماز جنازہ پڑھی، پھر چہار شنبہ (بدھ) کی شب میں تدفین عمل میں آئی۔ (سیرۃ المصطفی: ۱۸۶۔۱۸۹/۳) واللہ تعالیٰ اعلم

س: مہر ادا کرنے سے پہلے میاں بیوی میں سے کسی ایک کا انتقال ہوگیا تو مہر کی ادائیگی کی کیا صورت ہوگی؟

ج: مذکورہ صورت حال میں اگر بیوی کا انتقال ہوجائے اور اس کا مہر ادا نہیں کیا گیا تو شوہر پر لازم ہے کہ وہ مہر کی رقم بیوی کے شرعی ورثا کو ادا کردے، اور اگر شوہر کا انتقال ہوجائے تو اس کے ترکہ سے بیوی کا مہر ادا کیا جائے گا؛ کیوں کہ وہ میت پر قرض ہے، اس کے بعد جو مال بچے گا اسے شرعی وارثین کی شکلیں بتا کر معلوم کیا جائے اور ان کے درمیان تقسیم کیا جائے گا۔ لانہ کان دینا فی ذمتہ فلا یسقط بالموت کالمسمی؛ فإن علم أنہا ماتت أولاً سقط منہ ما بقی فلورثتہا۔ (البحر الرائق ۳۲۰/۳، شامی ۲۹۹/۴ زکریا، السراجی فی المیراث)

س: بچوں کو اسکول میں اللہ کے ننانوے نام یاد کرائے جارہے ہیں ان کی کیا فضیلت ہے؟

ج: اللہ کے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”بے شک اللہ تعالیٰ کے ننانوے نام ہیں جو کوئی شخص ان کو یاد کرے گا وہ جنت میں داخل ہوگا۔ (ترمذی۔ عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ)

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

کتاب نما

نام کتاب : اصلاحی کلمات
مصنف : ڈاکٹر محمد سلیم صدیقی
صفحات : 128 قیمت : دعائے خیر
ناشر : جامعہ امام ولی اللہ اسلامیہ
پھلت ضلع مظفر نگر (یوپی) 251201

موجودہ دور کا یہ المیہ ہی کہا جائے گا کہ ایک طرف نئی نئی کتابوں کی بھرمار ہے اور ہر روز ایک نئی کتاب منظر عام پر آرہی ہے، لیکن ان میں اکا دکا ہی ایسی کتابیں ہوتی ہیں جن کو پڑھنے اور مطالعہ کرنے کی سفارش کی جاسکے، دوسری طرف اس دور میں ذوق مطالعہ کی کمی، اور موبائیلی مصروفیات کی وجہ سے کتابوں سے عدم مناسبت عام ہے، اور اہل نظر مطالعہ کتب کے مستقبل سے مایوس نظر آنے لگے ہیں۔

ایسے حالات میں جناب ڈاکٹر محمد سلیم صدیقی کی مرتب کردہ تازہ کتاب ہوا کے ایک خوشگوار جھونکے کی طرح ہے، جو تقریباً پچیس مفید اور معلوماتی مضامین پر مشتمل ہے، اور ان مضامین کے تمام موضوعات ہر صاحب ذوق کے دامن دل کو کھینچنے اور عقل و دل و نگاہ کو روحانی غذا فراہم کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں، اسی کے ساتھ یہ چھوٹے سائز کے مضامین ہیں جن کو بغیر اکتائے ہوئے ایک نشست میں پڑھ لینا اور اس کا مضمون ہضم کر لینا آسان ہے۔

ڈاکٹر صاحب نے اس کتاب میں مختلف اکابر اہل علم اور روحانی پیشواؤں کے ایسے مضامین جمع کئے ہیں، جن سے ان کو فائدہ پہنچا، یا وہ ان کے کسی پہلو سے متاثر ہوئے۔ انھوں نے یہ مضامین ان بہت ساری کتابوں کے مطالعہ کے دوران منتخب کئے ہیں، جو انھوں نے بہت غور وفکر ساتھ پڑھی ہیں، ان میں کا ہر مضمون ''جو ذرہ جس جگہ ہے وہیں آفتاب ہے'' کا مصداق ہے۔

ارشاد ربانی، اور ارشادات رسول اکرم ﷺ کے بعد خلفائے راشدین کے اقوال وملفوظات کے علاوہ جن بزرگوں کے مضامین اس کتاب میں شامل ہیں، ان میں امام غزالیؒ، حضرت شاہ ولی اللہؒ، حضرت گنگوہیؒ، حضرت تھانویؒ، مولانا الیاس کاندھلویؒ، مولانا ابوالکلام آزادؒ، مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ، شیخ الاسلام حضرت مدنیؒ، مولانا مودودیؒ، شیخ الحدیث مولانا محمد زکریاؒ، حکیم الاسلام قاری محمد طیبؒ، ڈاکٹر عبدالحی عارفیؒ، حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ، ریاض موسیٰ ملیباری، حضرت مفتی محمد تقی عثمانی، مولانا خالد سیف اللہ رحمانی اور مولانا محمد کلیم صدیقی شامل ہیں۔

کتاب کی ابتدا میں داعی اسلام حضرت مولانا محمد کلیم صدیقی کا مقدمہ اور مرتب کتاب کا پیش لفظ بھی شامل ہے جس سے کتاب کی قدر و قیمت سمجھنے میں مدد ملتی ہے۔ مولانا محمد کلیم صدیقی لکھتے ہیں:

''یہ خوب صورت اور وقیع انتخاب جس کو انھوں نے بڑی لگن اور جذبہ سے جمع فرمایا ہے، واقعی اس کے لئے ان کا حسن انتخاب داد کا حقدار ہے، اللہ کی رحمت سے قوی امید ہے کہ یہ مجموعہ جس میں قرآن وحدیث سے لے کر خلفائے راشدین اور امت کے مشاہیر کے ارشادات اور فرمودات کی اثر آفرینی شامل ہے، اس سے قارئین خاطر خواہ فائدہ اٹھائیں گے، اور ضرور بالضرور انشاء اللہ قارئین کی زندگی میں مثبت اور صالح تبدیلی آئے گی''۔

ڈاکٹر محمد سلیم صدیقی ہم سب کی طرف سے شکریہ کے مستحق ہیں کہ انھوں نے تعمیر ذات، اصلاح معاشرہ اور فکر آخرت کے جذبہ سے یہ مضامین جمع کئے، اور خوب صورت ترتیب کے ساتھ قارئین کے ہاتھوں میں پیش کردیئے۔ اس لئے ہر صاحب دل اور دردمند مسلمان کو، خاص طور پر اس کتاب کا مطالعہ ضرور کرنا چاہئے۔

تعارف : محمد حنیف قاسمی

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

آخری صفحہ

آنکھ کا شہتیر

وہ بڑے غصے اور ناگواری کے ساتھ مسجد کے امام صاحب کے حجرے میں پہنچا، بڑے سخت لہجے میں امام صاحب سے بولا: مولانا میں کل سے مسجد نہیں آؤں گا؟

پیش امام صاحب نے پوچھا: کیا میں سبب جان سکتا ہوں؟

اس نے جواب دیا: ہاں کیوں نہیں! دراصل وجہ یہ ہے کہ جب بھی میں مسجد آتا ہوں تو دیکھتا ہوں کہ کوئی فون پہ بات کر رہا ہے تو کوئی دعا پڑھتے وقت بھی اپنے میسج دیکھ رہا ہوتا ہے، کہیں کونے میں غیبت ہو رہی ہوتی ہے، تو کوئی محلے کی خبروں پر تبصرہ کر رہا ہوتا ہے وغیرہ وغیرہ۔ کبھی ایسا محسوس ہی نہیں ہوتا کہ ہم احکم الحاکمین کے دربار عالی میں ہیں۔ اس سے تو بہتر ہے کہ میں اپنے گھر میں یکسوئی سے اپنی نماز ادا کرلیا کروں گا۔

پیش امام صاحب نے وجہ سننے کے بعد کہا: اگر ہو سکے تو مسجد نہ آنے کا آخری فیصلہ کرنے سے پہلے ایک عمل کرلیجیے۔

اس نے کہا: میں بالکل میں تیار ہوں۔

مولانا مسجد سے متصل اپنے حجرے میں گئے اور ایک بھرا ہوا گلاس پانی کا لے کر آئے اور اس شخص سے کہا یہ گلاس ہاتھ میں لیں اور مسجد کے اندرونی حصہ کے دو چکر لگائیں، مگر دھیان رہے کہ پانی چھلکنے نہ پائے۔

اس شخص نے کہا مولانا صاحب اس میں کون سی بڑی بات ہے، یہ کام تو میں انجام دے سکتا ہوں۔

اس نے گلاس لیا اور پوری احتیاط سے مسجد کے گرد دو چکر لگا ڈالے، مولانا کے پاس واپس آکر خوشی سے بتایا کہ ایک قطرہ بھی پانی نہیں چھلکا۔

پیش امام صاحب نے کہا: یہ بتایئے جس وقت آپ مسجد کا چکر لگا رہے تھے اس دوران مسجد میں کتنے لوگ تھے، جو فون پر باتیں کر رہے تھے، یا کسی کی غیبت میں مبتلا تھے، یا محلّہ کی خبروں پر تبصرہ کر رہے تھے؟

اس نے کہا: قبلہ میرا سارا دھیان اس پر تھا کہ پانی چھلکنے نہ پائے، میں نے لوگوں پر توجہ ہی نہیں دی۔

پیش امام صاحب نے کہا: جب آپ مسجد آتے ہیں تو اپنا سارا دھیان "خدا" کی سمت رکھیں؛ جب آپ خالص خدا کے لیے مسجد میں آئیں گے، تو آپ کو خبر ہی نہ ہوگی کون کیا کر رہا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ قرآن کہتا ہے کہ "رسول کی پیروی کرو" یہ نہیں کہا کہ مسلمانوں پر نظر رکھو کہ کون کیا کر رہا ہے۔

خدا سے تمہارا رابطہ تمہارے اپنے اعمال کی بنا پر مضبوط ہوتا ہے دوسروں کے اعمال کی بنیاد پر نہیں

غالب گمان یہ ہے کہ مسجد میں نماز کے لئے آکر فون میسج دیکھنے والے، یا فون کا جواب دینے والے یا مسجد کے کسی کونے میں باتیں کرنے والے کسی ضروری دینی تقاضے یا کسی ضرورت مند پریشان حال کی مشکل کے حل کی تدبیر کی اعلیٰ ترین عبادت میں مشغول ہوں مگر احکم الحاکمین کے دربار عالی میں اپنے کو پارسا سمجھ کر اللہ کے بندوں کی خیرخواہی کے عنداللہ محبوب عمل میں مشغول اللہ کے بندوں کا تجسس اور عیب جوئی کرکے، ان کی تحقیر کرکے ہم لوگ اللہ کے غضب اور ناراضگی کے مستحق ہوتے رہتے ہیں۔

افسوس ہم میں سے اکثر دین دار کہے جانے والے اور ''ولا تزر وازرۃ وزر اُخری (ترجمہ: کوئی بوجھ اٹھانے والا کسی دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گا) پر ایمان رکھنے کا دعویٰ کرنے والے اکثر مسلمان اپنی آنکھ کے شہتیر کی فکر کے بجائے بس دوسروں کی آنکھوں کے تنکوں کا رونا روتے رہتے ہیں۔

کاش دوسروں کے عیب تلاش کرنے کے بجائے ہم لوگ اپنی فکر کرتے۔

مولانا محمّد کلیم صدیقی